إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰۤى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۴۳۵

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت فی پرچہ ۱؎

قیمت سالانہ پیشگی للعہ

نمبر ۴۶	مورخہ ۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء	یوم جمعہ	مطابق ۴ رجب سنہ ۱۳۴۸ھ	جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے ؛

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب لفٹیننٹ ٹیریٹوریل فورس تین ماہ کی ٹریننگ کے لئے چھاؤنی انبالہ تشریف لے گئے ہیں ؛

احمدیہ ٹورنامنٹ کی کھیلیں چونکہ پروگرام کے مطابق ختم نہ ہوئیں اس لئے انعام ۲۔ دسمبر کو تقسیم نہ کئے گئے ؛

تحریک چندہ جلسہ سالانہ پر جناب ابوبکر گھنٹہ امحامد صاحب اور ادریس ۔ تو مہاراجہ صاحب نے جو سماٹرا سے قادیان تشریف لائے ہوئے ہیں اُس چندہ کے علاوہ جو جماعت سماٹرا بھیجے گی ۔ پچاس پچاس روپیہ چندہ دیا ہے ؛

غزل

(ازجناب عبد الغفار خانصاحب)

بند آنکھ ہے۔ پر کون ومکاں دیکھ رہا ہوں ۔ پہونچے نہ جہاں وہم وہاں دیکھ رہا ہوں ،

واقف نہیں میں خود بھی کہاں دیکھ رہا ہوں ۔ ہاں دیکھ رہا ہوں میں جہاں دیکھ رہا ہوں ،

اِک مرکز قوت سے نکلتی ہیں شعاعیں ۔ ہر ذرہ پر انوار فشاں دیکھ رہا ہوں ،

قبضہ میں اُسی شے کے ہے جنبش بھی سکوں بھی ۔ مشغول عمل کارکناں دیکھ رہا ہوں ،

سب ہیچ ہے ۔ میں ہیچ ہوں ۔ جو کچھ ہے وہی ہے ۔ معمور اسی سے میں جہاں دیکھ رہا ہوں ،

اک نقطہ پرکار ہوں ۔ گویا نہیں کچھ بھی ۔ ہر دائرہ دل میں جہاں دیکھ رہا ہوں ،

سمجھا ہوں ۔ تو سمجھاؤں ۔ یہ کیا کہدیا ناطق ۔ حیرت سے میں خود اپنا بیاں دیکھ رہا ہوں ؛

چندہ جلسہ سالانہ کی مقررہ رقم ادا کرنیوالی جماعتیں

۲۰ دسمبر ۱۹۲۹ء تک جن جماعتوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی مقرر کردہ رقم ساری کی ساری بھیجدی ہے۔ ان کے نام درج ذیل کئے جاتے ہیں :-

۱۔ جماعت احمدیہ سکندرآباد کی طرف سے جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے اپنے پاس سے تین سو روپیہ بھیجتے ہوئے لکھا ہے اب تک جماعت کی طرف سے چندہ وصول نہیں ہوا۔ مگر امید ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ پوری رقم وصول ہو جائے گی۔ چونکہ بیت المال کو روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک تاکیدی فرمان موصول ہوا ہے اس لئے خاکسار فی الحال اپنی طرف سے یہ رقم ارسال کرتا ہے ؛۔

۲۔ جماعت احمدیہ کوئٹہ نے لکھا ہے۔ حسب الارشاد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ مبلغ ایک سو روپیہ برائے جلسہ سالانہ ارسال ہیں۔ چونکہ روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ اس لئے رقم وصول ہونے سے پہلے ہی ارسال کر رہے ہیں۔ اگر زیادہ وصول کر سکے۔ تو وہ بھی جلدی ارسال کر دینگے ؛

۳۔ سیٹھ اسماعیل آدم صاحب بمبئی آرڈر بھیجکر لکھتے ہیں۔ حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ پچاس روپیہ بابت جلسہ سالانہ از جماعت بمبئی ارسال خدمت ہیں۔ کوشش ہے۔ کہ چندہ جلسہ سالانہ میں مزید رقم جمع کی جائے ؛۔

چکوال ۲۵ روپیہ۔ ڈیرہ دون ۲۶ روپے ۴ آنے۔ مالیر کوٹلہ ۴۰ روپے۔ اوکاڑہ ۳۰ روپے۔ شیخ پور ضلع گجرات ۷۰ روپے۔ شادی وال ضلع گجرات ۳۰ روپے۔ دھیر کے کلاں ضلع گجرات ۲۰ روپے۔ نابھہ ریاست ۳۰ روپے۔ چک نمبر ۶ ضلع منٹگمری ۱۵ روپے۔

جماعت کلکتہ نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ ۵۰۰ روپے کی رقم چندہ جلسہ سالانہ بذریعہ بیمہ ارسال کیا جا رہا ہے ؛۔

بابو احمد جان صاحب نے لکھنؤ سے ۶۰ روپے کی رقم بذریعہ تار ارسال فرمائی ہے۔ اور ڈاکٹر عبد الکریم صاحب نے متھرا سے ۵۰ روپے بذریعہ تار ارسال فرمائے ہیں۔

جماعت جبوکے وسدوکے ۳۰ روپے۔ چوہدری احمد بخش صاحب بیگم پور جنڈیالہ ۵ روپے۔ جماعت گورداسپور نے ۳۰ روپیہ ارسال کئے ہیں۔ اور مزید کوشش کرنے کی اطلاع دی ہے ؛

جماعت ٹڈھاکوٹ سندھ نے دس روپے چندہ جلسہ سالانہ کی رقم ارسال کر دی ہے۔ اور ابھی بھیجنے کی اطلاع دی ہے۔ میاں جلال الدین صاحب ادھم پور حال منڈھیالہ ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں۔ اگرچہ میں ادھم پور میں اکیلا ہوں۔ اور بے کار بھی۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی تعمیل کی خاطر دس روپیہ مطلوبہ رقم روانہ کر رہا ہوں ؛

ناظر بیت المال قادیان ؛۔

احمدی برادران سے ضروری التماس

خاکسار اپنے تجارتی سلسلہ میں کچھ عرصہ سے یہاں آیا ہوا ہے۔ اور ابھی کئی ماہ یہاں ٹھیرنے کا ارادہ ہے۔ اس لئے گذارش ہے۔ کہ ریاست کوھاپور اور اس کے نواح میں اگر کوئی احمدی دوست ہوں۔ تو سند ذیل مقام پر تشریف لا کر یا اپنے مفصل ایڈریس سے مطلع فرما کر عزت بخشیں۔ تا یہ احمدیت کا ناچیز خادم اس کفر کدہ میں (جہاں حقیقی مسلم چھوڑ رسمی مسلمان بھی نظر نہیں آتا) اپنے آقا احمد قدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدائیوں کو دیکھ کر نہ صرف مسرور ہو۔ بلکہ ان کی کوئی خدمت بھی سر انجام دے سکے۔ نیز علاقہ ٹھٹکل۔ ملیبی۔ کنانور۔ تیلی چیری کالی کٹ۔ منگلور۔ میسور۔ جیونت پور۔ بنگلور۔ ہبلی۔ لنڈہ۔ مالاباد۔ اور صوبہ مدراس کے وہ خوش بخت احمدی جو سالانہ مبارک اجتماع پر دنیوی و اخروی مال سے مالا مال ہونے کے لئے قادیان براستہ میرج جنکشن (جو منگلور پونہ لائن پر ہے) جانے اور آنے والے ہوں۔ میرج سٹیشن پر پہنچنے کی ٹھیک تاریخ۔ دن اور وقت سے ضرور اطلاع دیں تا کہ خاکسار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

قادیان کی رہائش

" میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں ایک وسیع جگہ میں ہوں۔ اور وہاں ایک چبوترہ ہے۔ کہ جو متوسط قد کے انسان کی کمر تک اونچا ہے۔ اور چبوترہ پر ایک لڑکا بیٹھا ہے۔ جس کی عمر ۴۔ ۵ برس کی ہوگی۔ اور وہ لڑکا نہایت خوبصورت ہے۔ اور چہرہ اس کا چمکتا ہے۔ اور اس کے چہرہ پر ایک ایسا نور اور پاکیزگی کا رعب ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ انسان نہیں ہے۔ اور معاً دیکھتے ہی میرے دل میں گذرا۔ کہ وہ فرشتہ ہے۔ تب میں اس کے نزدیک گیا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا۔ جو پاکیزگی اور صفائی میں کبھی میں نے دنیا میں نہیں دیکھا۔ اور وہ نان تازہ بتازہ تھا۔ اور چمک رہا تھا۔ فرشتہ نے وہ نان مجھ کو دیا۔ اور کہا۔ کہ یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"

" یہ اُس زمانہ میں خواب آئی تھی۔ جبکہ نہ میں کوئی شہرت اور دعوےٰ رکھتا تھا۔ اور نہ میرے ساتھ کوئی جماعت درویشوں کی تھی۔ مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے۔ جنھوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے۔ اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر اور اپنی طرز زندگی کو سراسر مسکینی اور درویشی کی طرف تبدیل دے کر قادیان میں میری ہمسائیگی میں آکر آباد ہو گئے ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں۔ جو دلوں سے اپنے وطنوں اور اپنے املاک کی محبت دور کر چکے ہیں۔ اور عنقریب وہ بھی اسی خاک قادیان کو موت تک اپنا وطن بنانا چاہتے ہیں" ؛

" سو یہی درویش ہیں۔ جن کو خدا تعالےٰ نے میرے الہامات میں قابل تعریف کہا ہے۔ اور یہی ہیں۔ جن کو درویشی نے مغلوب نہیں کیا۔ بلکہ خود انہوں نے درویشی کو اپنے لئے پسند کیا۔ اور ایمان کی حلاوت کو پا کر تمام حلاوتوں کو دامن سے پھینکدیا۔ انہی کے حق میں براہین احمدیہ کے تیرے حصہ میں یہ الہام ہے :- اصحٰب الصفۃ۔ وما ادراک ما اصحٰب الصفۃ۔ تریٰ اعینھم تفیض من الدمع۔ یصلون علیک۔ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان وداعیا الی اللہ وسراجا منیرا۔ ربنا اٰمنا فاکتبنا مع الشاھدین۔ براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲

ترجمہ۔ کامل مخلص وہ ہیں۔ جو تیرے مکان کے صُفّوں میں رہنے والے ہیں۔ یعنی اپنے وطنوں کو چھوڑ کر یہاں آگئے ہیں۔ اور تو کیا جانتا ہے۔ کہ کیا ہیں صُفّوں کے رہنے والے ؟ تو دیکھے گا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ اور تیرے پر درود بھیجتے ہونگے۔ یہ کہتے ہوئے۔ کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کی آواز سُنی۔ کہ جو لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ وہ خدا کی طرف بلانے والا ہے اور وہ ایک روشن چراغ ہے۔ جو اپنی ذات میں روشن اور دوسروں کو روشنی پہونچاتا ہے۔ اے ہمارے خدا تو ان لوگوں میں ہمیں لکھ لے۔ جنھوں نے تیرے مامور اور بھیجے ہوئے کی سچائی پر گواہی دی" ؛

" غرض خدا تعالےٰ نے انہی اصحاب الصُفّہ کو تمام جماعت میں سے پسند کیا ہے۔ اور جو شخص سب کو چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا۔ اور کم سے کم یہ کہ یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا۔ اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے۔ کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔ اور یہ ایک پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اور ان لوگوں کی عظمت ظاہر کرتی ہے۔ کہ جو خدا تعالےٰ کے علم میں تھے۔ کہ وہ اپنے گھروں اور وطنوں اور املاک کو چھوڑیں گے۔ اور میری ہمسائیگی کے لئے قادیان میں آکر بود و باش کریں گے"

تریاق القلوب صفحہ ۱۳۶ و ۱۳۷ ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

مالی مشکلات پر غالب آنے کیلئے

جماعت احمدیہ خاص جدوجہد سے کام لے

احباب جماعت احمدیہ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ ہر سال جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب کے اخراجات عام چندہ کے علاوہ خاص تحریک کے ماتحت فراہم کئے جاتے ہیں۔ اور احباب کرام بڑی خوشی کے ساتھ ان میں حصہ لیتے اور ایک گراں قدر رقم منتظمین جلسہ کو ضروریات جلسہ مہیا کرنے کے لئے جمع کر دیتے ہیں۔ اس دفعہ اگرچہ صیغہ متعلقہ بروقت اخراجات جلسہ سالانہ کے لئے تحریک نہ کر سکا۔ لیکن "الفضل" نے ماہ نومبر کے ابتداء میں ہی "جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے اپیل" کے عنوان سے ایک مضمون لکھکر جماعت احمدیہ کو اس اہم اور ضروری امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور ظاہر کر دیا تھا۔ کہ اس دفعہ گذشتہ سالوں کی نسبت اس بارے میں بہت زیادہ ہمت اور سرگرمی دکھانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جہاں ہر سال زائرین ارض حرم کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہونے کی وجہ سے زیادہ اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس لحاظ سے آنے والے جلسہ سالانہ پر پہلے کی نسبت زیادہ اخراجات ہونگے۔ وہاں مسلسل کئی سال سے عمدہ فصلیں نہ ہونے بلکہ کئی قسم کے حوادث کی وجہ سے فصلوں کے تباہ ہو جانے کی وجہ سے سلسلہ کی مالی حالت پر بہت ناگوار اثر پڑا ہے۔ اور معمولی اخراجات کے متعلق بھی بہت سی مشکلات درپیش ہیں۔۔ ان حالات میں اگر سارے کے سارے اخراجات جلسہ سالانہ خاص چندہ کے ذریعہ مہیا نہ کر دیئے گئے۔ تو منتظمین کو بہت بڑی مشکلات کا سامنا ہوگا۔

پس اگرچہ اس دفعہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کے لئے کسی قدر دیر سے تحریک ہوئی۔ لیکن باوجود اس کے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ احباب جماعت احمدیہ کو اس کے متعلق کافی وقت نہیں ملا۔ کیونکہ "الفضل" نے انہیں نومبر کے شروع میں ہی مطلع کر دیا تھا۔ کہ سالانہ جلسہ کے اخراجات مہیا کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اور اگر "الفضل" یہ اپیل شائع نہ بھی کرتا۔ تو بھی جماعت کو معلوم ہی تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے فرستادہ نے خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت سالانہ اجتماع کے لئے جو ایام مقرر کئے ہیں۔ وہ قریب آ رہے ہیں۔ اور اس تقریب کو ہر لحاظ سے شاندار بنانا ان کا فرض ہے۔

پس سالانہ جلسہ کے اخراجات کی تحریک کو کامیاب بنانے اور جلد سے جلد اخراجات فراہم کرنے میں اس بات کا قطعاً کوئی اثر نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ تحریک تنگ وقت میں ہوئی۔ بلکہ وقت کی تنگی کے مقابلہ میں دلوں کی وسعت دکھا کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ثبوت پیش کرنا چاہیئے۔ اور نہایت ہی خوشی کی بات ہے۔ کہ بفضل خدا ہماری جماعت کے مخلص احباب نہایت عمدگی کے ساتھ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچا رہے ہیں۔ اور احمدی جماعتیں وہ رقوم جلد سے جلد فراہم کر کے بھجوا رہی ہیں جو ان کے ذمہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اخراجات جلسہ سالانہ کے متعلق لگائی ہیں۔

کون نہیں جانتا۔ ہماری جماعت غرباء کی جماعت ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی جماعت ہے لیکن باوجود اس کے دین کے لئے ہر سال جس قدر مالی قربانی ہماری جماعت کر رہی ہے۔ انہی حالات میں سے گذرنے والی دنیا کی کوئی قوم نہیں کر رہی۔ اور ہم تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہماری جماعت کے غریب اور نہایت قلیل آمدنی رکھنے والے افراد مسلسل جس قدر مالی قربانی کرتے رہتے ہیں۔ اس قدر کسی مالدار سے مالدار قوم کے افراد بھی قطعاً نہیں کر رہے۔ پھر یہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اپنے نفسوں پر خدا تعالےٰ کے دین اور اس کی مخلوق کی خیر خواہی اور بھلائی کو ترجیح دینے کا ثبوت نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

یہ سب کچھ صحیح اور ہمارے کسی بڑے سے بڑے مخالف کے لئے بھی اس میں انکار کی گنجائش نہیں۔ لیکن باوجود اس کے ہمیں اعتراف ہے۔ کہ جس کام کا تہیہ کر کے ہم کھڑے ہوئے ہیں۔ جو مقصد ہماری زندگی کا ہے۔ اور جس منزل تک ہمیں پہونچنا ہے۔ اس کے لئے ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ اور ہر روز اپنی رفتار پہلے سے زیادہ تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ بے شک ہمارے راستہ میں مشکلات کے کوہ گراں حائل ہیں۔ اور جوں جوں ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہ پہاڑ زیادہ خطرناک شکل میں نمودار ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو خلاف توقع اور خلاف امید ہو جس دن ہم نے خدا تعالےٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ اور آپ سے خدمت دین کا اقرار کیا تھا۔ اسی دن معلوم تھا۔ کہ ساری دنیا سے ہمارا مقابلہ ہے۔ اور ظاہری طور پر بے سر و سامان ہوتے ہوئے ساز و سامان رکھنے والی دنیا کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے۔

پس جب ہم نے یہ سب کچھ جانتے بوجھتے اس وادیٔ پرخار میں قدم رکھا۔ اور خدا کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واضح طور پر یہ کہہ دینے کے باوجود رکھا ہے۔

"اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا۔ تو وہ مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے۔ کہ ابھی کون کونسے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ درپیش ہیں۔ جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں۔ وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت میں نہ لوگوں کی سب و شتم میں نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے"

تو پھر کوئی بڑی سے بڑی مشکل ہماری ہمتوں کو کس طرح پست کر سکتی ہے۔ ہمیں مشکلات کو دیکھ کر خواہ وہ مالی ہوں۔ یا جانی نہ تو ہراساں ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہی اپنی رفتار میں سستی آنے دینی چاہیئے۔ بلکہ خاص مشکلات کے وقت خاص ہمت اور سعی سے کام لینا چاہیئے۔

اس وقت مالی لحاظ سے سلسلہ غیر معمولی طور پر مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ ہماری جماعت کے چندوں میں کوئی کمی واقعہ نہیں ہوئی۔ بلکہ بفضل خدا زیادتی ہی ہے۔ پھر بھی مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ ایک طرف تو جماعت کی ترقی اور بڑھتی ہوئی ضروریات کی وجہ سے اخراجات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف گرانی اور قحط سالی اخراجات بڑھا رہی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ جماعت ان مشکلات پر غالب آنے کے لئے خاص جدوجہد سے کام لے۔ اور نہ صرف اخراجات جلسہ سالانہ جلد سے جلد مہیا کر دے۔ بلکہ مستقل چندوں کی ادائگی میں بھی زیادہ سرگرمی دکھائے۔

چونکہ سالانہ جلسہ کی تقریب میں بہت تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں۔ اور اس کے متعلق بہت بڑا انتظام درپیش ہے۔ اس لئے اس بارے میں قطعاً توقف نہیں ہونا چاہیئے۔ اور مقررہ رقوم تمام جماعتوں کو پوری کر دینی چاہئیں۔ یہ رقوم ہر جماعت کی گذشتہ مالی قربانیوں اور ان کی موجودہ حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے خود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے تجویز فرمائی ہیں۔ اور وہ جماعتیں بہت ہی خوش قسمت ہونگی۔ جو اپنے ایثار اور قربانی کے متعلق اپنے مقدس امام کے اندازہ پر پوری اتریں گی پس ہر ایک جماعت کو اس خوش قسمتی کے حصول کے لئے پوری سعی اور کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جلد سے جلد اس فرض سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے۔

نیرنگیٔ دہر کی عبرتناک مثال

کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا سلاطین ٹرکی کی سطوت و شوکت کا ڈنکا چاردانگ عالم میں بج رہا تھا۔ ایشیا۔ افریقہ اور یورپ تین براعظموں کا کثیر حصہ ان کے زیرنگیں تھا۔ یورپ کے بڑے بڑے پرشکوہ فرمانروا براہ راست ان سے خطاب کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ یا آج یہ حالت ہے کہ سلطان عبدالمجید اور دیگر افراد آل عثمانیہ شہریار دکن کے دست سخا کے طفیل زندگی کے دن نہایت عسرت اور تنگی کے ساتھ جلاوطنی کی حالت میں مختلف مقامات پر بسر کر رہے ہیں۔

پیرس کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ شاہزادی حمیدہ سلطان عبدالحمید کی پوتی کی موت پیرس کے ایک حمام میں نہایت ہی دردناک طور پر واقع ہوئی ہے۔ ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار ؂

وہ دولت مند جو دولت و ثروت کے نشہ میں خدا تعالیٰ سے غافل ہو کر عیش و عشرت میں اس طرح محو ہو جاتے ہیں کہ اپنے خالق کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اگر چاہیں۔ تو ایسی مثالوں سے جنکی دنیا میں کمی نہیں۔ بہت کچھ عبرت حاصل کر سکتے ہیں ؂

مسلمانوں کے حقوق کی پامالی

عرصہ چار سال سے پنجاب میں ایک ہائیڈرو الیکٹرک سکیم کا کام شروع ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس محکمہ کے متعلق بارہا ہدایات دی جا چکی ہیں کہ

"مسلمانوں کی تعداد کو ہر شعبہ میں بڑھایا جائے۔ یہاں تک کہ حال ہی میں جو سرکلر شائع ہوا ہے۔ اس میں صاف الفاظ میں تشریح کر دیگئی ہے کہ آئندہ جس قدر تقررات کلیریکل اور سب آرڈینیٹ سٹاف میں کئے جائیں۔ ان میں مسلمانوں کو پچاس فیصدی کی شرح سے اسامیاں دی جائیں" (انقلاب ۲۶ نومبر)

لیکن گورنمنٹ کے احکام پر عمل کہاں تک ہو رہا ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس سکیم کے سلسلہ میں حال میں ایک نئی برانچ ٹرانسمیشن سرکل کے نام سے کھولی گئی ہے جس میں گیارہ گزیٹڈ آفیسر رکھے گئے ہیں۔ جو تمام کے تمام ہندو ہیں۔ اس کے علاوہ کلیریکل اور سب آرڈینیٹ سٹاف کے سلسلہ میں جس کے متعلق صاف الفاظ میں حکومت نے پچاس فیصدی مسلمان رکھنے کے احکام صادر کر رکھے ہیں۔ ۶۲ اسامیوں میں سے چھپڑ اسیوں سمیت صرف ۷ مسلمانوں کو دیگئی ہیں۔ یہی حالت قریباً ہر ادارہ کی ہے مسلمانوں کے حقوق کی اس بیدردی سے پامالی اور پھر گورنمنٹ کے صریح احکام کی موجودگی میں ایسی غیر اہم بات نہیں جسے بآسانی برداشت کر لیا جائے۔ اس کے خلاف منظم کوشش کی ضرورت ہے کیا برادران وطن بتا سکتے ہیں۔ کہ جب ایک غیر ملکی حکومت کے صریح الفاظ اور احکام کی موجودگی میں مسلمان ایسی کس مپرسی کی حالت میں ہیں۔ تو اس وقت انکی کیا حالت ہوگی۔ جب ملک میں احکام صادر کرنے والے بھی وہ خود ہی ہونگے۔ اور ان کا نفاذ کرنیوالے بھی خود ہی ؂

گاندھی جی دل سے مسلم ہیں

گاندھی جی نے پچھلے دنوں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے طلباء کے ایک مجمع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"گو میں ہندو ہوں۔ مگر میرا دل مسلم ہے۔ اور اسلام کے بہت سے احکام کی پیروی کرتا ہوں" (مہاجر ۲۹ نومبر)

بہت سے احکام کی پیروی کرتے ہیں لیکن باوجود اس کے مسلمان کہلانے کی جرأت نہیں رکھتے۔ اور بہت سے تو اسلامی احکام کی پیروی کا اعتراف بھی نہیں کرتے۔ گاندھی جی نے کم از کم ان کے لئے یہ مثال قائم کر دی ہے کہ وہ اسلامی احکام کی پابندی کا اعتراف کر لیا کریں ؂

مسلمانوں کو ہندو کچھ بھی نہیں دینا چاہتے

مسلمانان پنجاب کا اپنی آبادی کے لحاظ سے ۵۶ فیصدی حقوق کا مطالبہ کوئی ایسا مطالبہ نہیں جسے کوئی معقول پسند انسان ناجائز قرار دے سکے لیکن مسلمانوں کے متعلق ہندو ذہنیت کی جو حالت ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ ۵۶ فیصدی حقوق تسلیم کرنا تو الگ رہا۔ وہ مسلمانوں کو کچھ بھی دینے کے لئے تیار نہیں۔ اور پنجاب میں بھی باوجود مسلمانوں کے مقابلہ میں قلیل التعداد ہونے کے ان کی یہی کوشش ہے کہ سب کچھ انہی کے قبضہ میں آجائے۔ اور مسلمان انکی رعیت بنکر رہیں۔ چنانچہ "گورو گھنٹال" (۷ دسمبر) لکھتا ہے:۔

"۵۶ فیصدی تو ایک طرف ہم ان (مسلمانوں) کو ایک فیصدی حق کے بھی ناقابل سمجھتے ہیں۔ اور نہ یہ حق دینے کے لئے تیار ہیں بلکہ ہم تو اس ذہنیت کے ہی خلاف ہیں"

مندرجہ بالا الفاظ بالکل صاف ہیں۔ اور ان کا مفہوم واضح ہے کہ ہندو مسلمانوں کو قطعاً اس قابل نہیں سمجھتے۔ کہ ملکی حقوق میں سے کچھ بھی دیں۔ یہ اس وقت کہا جا رہا ہے۔ جبکہ ابھی ہندوؤں کو وہ اختیار حاصل نہیں ہوئے۔ جن کے لئے وہ جدوجہد کر رہے ہیں اور جن کے حصول کے لئے مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ ملائے رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جب خدانخواستہ انہیں اپنے مدعا میں کامیابی ہو گئی۔ اور حکومت ان کے ہاتھ میں آگئی۔ تو اس وقت مسلمانوں سے کیا سلوک کرینگے۔ یہی سلوک کرینگے۔ کہ کہہ دینگے مسلمان کوئی حق حاصل کرنیکے قابل نہیں۔ اسلئے انہیں کچھ نہیں دیا جاتا ؂

مسلمانوں کو سختی اور تشدد کی دھمکی

یہی نہیں۔ کہ "گورو گھنٹال" کی سی ذہنیت رکھنے والے ہندو مسلمانوں کو ہر قسم کے حقوق سے قطعاً محروم کر دینے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں بلکہ اس کے علاوہ وہ ان پر تشدد اور سختی کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ "گورو گھنٹال" لکھتا ہے:۔

"مسلمانوں کے متعلق ہمارا تجربہ ہے کہ وہ محض ضدی اور مذہبی طور پر متعصب واقع ہوئے ہیں۔ دلیل اور فلسفے کے مقابلہ میں وہ سختی اور تشدد سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ نرم دلائل کی بجائے وہ سخت سلوک کی قدر کرتے ہیں"

گویا مسلمانوں کو اپنے حقوق سے بکلی محروم رہنے کے علاوہ گورو گھنٹالی ہندوؤں کی سختی اور تشدد کا تختۂ مشق بننے کیلئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ ہندو مسلمانوں پر تشدد اور سختی کرنے میں پہلے ہی [illegible]

اور اپنے سابقہ تجربہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس بارے میں بہت کچھ اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کیا مسلمانان پنجاب اس کے لئے تیار ہیں۔ اگر نہیں۔ تو بتائیں۔ اپنی حفاظت کے لئے وہ کیا کر رہے ہیں۔ اور کیوں وہ اس خطرہ سے بچنے کے لئے متحد نہیں ہوتے ؂

"گورو گھنٹال" نے مسلمانوں کو تشدد اور سختی کی خطرناک دھمکی دی ہے۔ اس کے متعلق ہم سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ کہ مسلمان نہ تو ایسی باتوں سے ڈر کر اپنے حقوق سے دست بردار ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ان سے غافل ہیں۔ اگر کوئی قوم معقولیت اور شرافت کو بالائے طاق رکھ کر سختی اور تشدد پر اتر سکتی ہے تو اس کا بھی تجربہ کر لے اگر مسلمان زندہ رہنے کے قابل ہوئے تو یقیناً زندہ رہیں گے ؂

۲۹ر نومبر کی ہڑتال

"جمعیتہ العلماء ہند" نے شاردا ایکٹ کے خلاف پہلا قدم جو ۲۹ر نومبر کو ہڑتال کی صورت میں اُٹھایا۔ وہ چونکہ چند ایسے لوگوں کا تجویز کردہ تھا۔ جو غوغا آرائی اور شورش انگیزی کو ہی اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ اور کسی امر کے متعلق صحیح طریق عمل اختیار کرنے کی بجائے گمراہی کے زیادہ شائق ہیں۔ اس لئے ضروری نہ تھا کہ سمجھدار اور دور اندیش مسلمان انکی تجویز کو قابل عمل سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۹ر نومبر کی ہڑتال کے متعلق جمعیتہ العلماء نے جس شد و مد سے حکم جاری کیا تھا۔ اس کے مطابق اسپر عمل نہ ہوا۔ اور بہت روکھی پھیکی ہڑتال ہوئی ؂

ہماری جماعت چونکہ ہڑتال کو نہ صرف اپنے اصول کے خلاف سمجھتی ہے۔ بلکہ خود ہڑتال کرنیوالوں کے نقصان اُٹھانے کے سوا اس کا کوئی نتیجہ نہیں خیال کرتی۔ اس لئے ہماری جماعت کے لوگ تو باوجود شاردا ایکٹ کے خلاف ہونے کے اس سے علیحدہ رہے۔ لیکن بہت سے اور لوگوں نے بھی اسے فضول سمجھا۔ جمعیتہ العلماء کے مدنظر اگر شاردا ایکٹ کے خلاف کوئی مؤثر کارروائی کرنا ہوتا۔ تو پہلے اسے تمام مسلمانوں کے نمائندوں سے مشورہ لینا چاہیئے تھا۔ اور اس مشورہ میں جو صورت متفقہ طور پر تجویز ہوتی۔ اسپر عمل کیا جاتا۔ لیکن وہ جمعیتہ جسمیں منصب صدارت کیلئے جوتیوں میں دال بٹی۔ اور جو اپنے خاص ممبروں کو بھی اپنے اجلاس میں شریک نہ رکھ سکی۔ وہ تمام مسلمانوں کو کیونکر مشورہ کے لئے مدعو کر سکتی۔ اور کیونکر انکی گفتگو سننے کی تاب لا سکتی تھی ؂

کیا آریہ سماج کو کلیان اور شانتی حاصل ہے

"مہاتما ہنسراج جی" نے "ملاپ" (یکم دسمبر) کے آریہ سماج ایڈیشن" کے ذریعہ "آریہ جگت" کو "سندیش" دیا ہے۔ اور جسے "اپنی ساری زندگی" کا "انوبھو" (حاصل) بتایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

"دنیا کا بھی اور ہندوستان کا بھی بھلا اسی میں ہے۔ کہ لوگ ان سدہانتوں کا پرچار اور انوشٹھان کریں۔ جو مہرشی سوامی دیانند جی نے وید اور شاستروں سے نکالکر ہمارے سامنے پیش کئے ہیں۔ وید کے سدہانت ہی دنیا کو شانتی اور ہمارے دیش کو کلیان کا راستہ دکھا سکتے ہیں۔ [illegible] پہنچنے کے قابل بنا سکتے ہیں"۔

اشارات

لیکن ان الفاظ کے پہلو بہ پہلو آریہ سماج کے ایک اور معزز لیڈر "شری لالہ سائیں داس جی ایم۔ اے پرنسپل دیانند کالج لاہور" کا جو پیغام شائع ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ویدک دھرم کے ان سدھانتوں کا دنیا کو شانتی اور بیاورت ورش کو کلیان کا رستہ دکھانا تو الگ رہا۔ خود آریوں کو بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ چنانچہ لالہ سائیں داس صاحب فرماتے ہیں:-

"ہم اپنے سماجک سسٹم کو دن بدن زیادہ پیچیدہ بنا رہے ہیں۔ زمانہ سوسائٹی کے مختلف طبقوں کو ایک لڑی میں پرونا چاہتا ہے ان میں ایکتا پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ہمارے اچھے سے اچھے آدمی بھی ابھی تک اس طرف قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آریہ سماج کے باہر لوگ ذات پات کی زنجیروں کو توڑ کر اپنے لڑکے اور لڑکیوں کی شادیاں آزادی سے بلا لحاظ ذات پات کے کر رہے ہیں۔ لیکن آریہ سماجی بہت تھوڑے ہیں۔ جو اس طرف قدم اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ آریہ سماج کے باہر لوگوں نے شادی و غمی کے رسومات کو بہت مختصر کر دیا ہے۔ لیکن ہم ان کو زیادہ پیچیدہ اور زیادہ قیمتی بنا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ جب تک ہماری اخلاقی جرأت اس قسم کی ہے۔ آریہ سماج کے واسطے ترقی کا راستہ بالکل بند سمجھنا چاہیئے"

کیا ان الفاظ سے ظاہر نہیں۔ کہ خواہ سوامی دیانند کے ویدوں اور شاستروں سے نکالے ہوئے سدھانتوں کو ساری دنیا کے لئے ہی کلیان کا موجب بتایا جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ خود آریوں کو بھی ابھی تک نہ تو شانتی حاصل ہوئی ہے۔ اور نہ ہی کلیان کا پتہ لگا ہے۔ پہلے آریوں کو خود کلیان حاصل کرنا چاہیئے۔ اور پھر دنیا کے متعلق یہ دعوےٰ پیش کرنا چاہیئے

حکومت اور کانگریس

سر فضل حسین صاحب نے پنجاب کونسل میں کانگریس کے اجلاس لاہور کی وجہ سے زائد پولیس کے لئے سوا لاکھ روپیہ کی منظوری کے متعلق تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"جو فرقہ یا جو قوم حکومت یا کانگریس کے خلاف مظاہرہ کریگی وہ نقصان اٹھائے گی"

سر موصوف چونکہ سرکار کی طرف سے ایک بڑے عہدہ پر فائز ہیں اس لئے انہیں یہ کہنے کا تو حق حاصل ہے۔ کہ جو قوم حکومت کے خلاف مظاہرہ کرے گی۔ وہ نقصان اٹھائے گی۔ لیکن کانگریس کے متعلق بھی ان کا یہی ارشاد حیرت انگیز ہے۔ کیا کانگریس اور حکومت ایک ہی چیز کا نام ہے یا حکومت اپنے آپ کو کانگریس کے سہارے کی محتاج سمجھتی ہے۔ اور اس وجہ سے کانگریس کے خلاف مظاہرہ کو اپنے خلاف مظاہرہ قرار دے کر نقصان سے ڈرا تی ہے۔ کانگریس جس قوم یا فرقہ کے حقوق پر دست درازی کرے گی۔ وہ ضرور اس کے خلاف مظاہرہ کرے گی۔ اور اگر حکومت اس کے رستہ میں روک بنیگی۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا۔ کہ حکومت نے قلیل التعداد اقوام کو کانگریس کے حوالہ کر دیا ہے۔ اب کانگریس ان سے جو چاہے سلوک کرے۔ کانگریس اور حکومت کا یہ ملاپ خواہ کتنا ہی عجیب ہو لیکن خلاف توقع نہیں۔ جو حکومت طاقتور کے آگے جھکنا اور کمزور کو دبانا اپنی بہترین پالیسی سمجھتی ہو۔ وہ کانگریس کے مقابلہ میں جو ہندو سبھا کا دوسرا نام ہے۔ قلیل التعداد اقوام

مولوی محمد علی صاحب کے جس "ترجمۃ القرآن انگریزی" کے "تازہ ایڈیشن" کا اعلان "پیغام صلح" میں کیا گیا تھا۔ اور جس میں سے خدا تعالےٰ کا اصل کلام نہایت قساوت قلبی سے اس لئے حذف کر دیا گیا تھا۔ کہ "سستا ایڈیشن" بنا کر زیادہ روپیہ کما سکیں۔ اس کے خلاف ہماری طرف سے صدائے احتجاج بلند ہونے کا اتنا تو اثر ہوا۔ کہ اب کئی دنوں سے "پیغام صلح" میں اس کا اشتہار نظر نہیں آتا۔ مگر معلوم نہیں۔ "پیغام صلح" میں ہی اس کے متعلق اشتہار دینا بند کر دیا گیا ہے۔ یا اس کا بیچنا قطعاً روک دیا گیا ہے۔

یہ تو امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اس سستے ایڈیشن سے جلب زر کی بجائے مالی نقصان برداشت کرنا گوارا کریں۔ اور اس پر جو لاگت آئی ہے۔ اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اس لئے انہوں نے اس کے بیچنے کی کوئی اور صورت تجویز کر لی ہوگی۔ لیکن سوال یہ ہے۔ جو چیز "پیغام صلح" کے نزدیک ۱۹۱۳ء میں "دینی مصالح کے سراسر خلاف" تھی۔ وہی ۱۹۲۹ء میں کیونکر "اسلام کی بے نظیر خدمت" بن گئی۔ اور کیوں اس کے خلاف "پیغام صلح" اسی طرح آواز بلند نہیں کرتا۔ جس طرح اس نے "انڈین پریس الہ آباد" کے خلاف "قرآن شریف کا ترجمہ بلا متن" شائع کرنے کی تجویز پر کی تھی۔ کیا اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ اور ہے۔ کہ اب "قرآن شریف کا ترجمہ بلا متن" اس کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" نے شائع کیا ہے۔ لیکن "انڈین پریس الہ آباد" کا مالک کوئی اور شخص تھا۔ اگر اس پریس پر بھی "حضرت امیر" کا ہی قبضہ ہوتا۔ تو "پیغام صلح" اس کے خلاف بھی ایک لفظ تک لکھنے کی جرأت نہ کرتا۔

مولوی محمد علی صاحب کو شکایت ہے۔ کہ انہوں نے اپنے "نوجوان احباب" کو "جلد اپنے آپ کو منظم کر کے دینی و قومی خدمات کے لئے تیار" ہونے کے بارے میں جو توجہ دلائی تھی۔ اس کے متعلق انہیں "بہت کم خطوط آئے ہیں" (پیغام ۲۷ - نومبر) لیکن جو لوگ ہر حالت میں اپنا "کم" ہونا ہی اپنی صداقت کی دلیل بتائیں۔ ان کے "حضرت امیر" کا یہ گلہ فضول ہے۔ جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں جو لوگ "بہت کم" ہوں ان کے "بہت کم خطوط" ہی دلیل صداقت ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور بھولے سے بھی کبھی زیادہ خطوط کی آرزو نہیں کرنی چاہیئے۔ ورنہ ان کی ایک قوی دلیل باطل ہو جائے گی۔

غیر مبایعین ایسے لوگوں کی تحریریں بڑے فخر کے ساتھ اپنے آرگن "پیغام صلح" میں شائع کیا کرتے ہیں۔ جو خواہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے متعلق کیسے ہی ناپاک خیالات رکھتے ہوں۔ لیکن مبایعین کے مقابلہ میں غیر مبایعین کی تائید اور حمایت کریں۔ اس لحاظ سے آریہ اخبار "پرکاش" (یکم دسمبر) کے حسب ذیل الفاظ ان کے لئے بڑی خوشی اور مسرت کا موجب ہونگے۔ کہ

"ہر دو مرزائی جماعتوں میں قادیانی اسلام سے دور اور لاہوری اسلام کے نسبتاً نزدیک ہیں" لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہی الفاظ پیغامیوں کے اسلام سے دور ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہیں۔ کیونکہ ہر ایک مسلمان جانتا ہے۔ "پرکاش" جسے اسلام سمجھتا ہے۔ اسے حقیقی اسلام سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ اور غیر مبایعین کا پرکاشی اسلام کے نزدیک ہونا دراصل حقیقی اسلام سے دور ہونا ہے۔

شاردا ایکٹ کی خلاف ورزی کے لئے مسلمان تو ابھی تجاویز ہی سوچ رہے ہیں۔ لیکن راسخ الاعتقاد ہندوؤں نے اسے بیکار ثابت کرنے کے لئے عمل بھی شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۹ - نومبر) کا بیان ہے:-

"شاردا ایکٹ سے خوفزدہ ہو کر ہزارہا شیرخوار بچوں کی شادیاں کر دی گئیں" اور ہندوؤں کی کوشش ہے۔ کہ شاردا ایکٹ کے نفاذ پذیر ہونے سے قبل یعنی "یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے پہلے پہلے ہندوستان میں تمام لوگ شادی شدہ ہو جائیں"

ہندوؤں کو "وروں" کی تلاش میں جس قدر مشکلات کا سامنا ہوتا ہے وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ ہندو اخبارات کے صفحوں کے صفحے "کنیا کے لئے ور کی ضرورت" سے بھرے ہوتے ہیں۔ شاردا ایکٹ کو ہندو خواہ کتنا ہی برا سمجھیں۔ لیکن اس لحاظ سے انہیں اسے اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس نے وروں اور کنیاؤں کے "بواہوں کا پربندھ" کرنے میں بے حد سہولت پیدا کر دی۔ اور اس قدر شادیاں جن کا سالہا سال میں "پربندھ" ہونا بھی ممکن نہ تھا۔ اس کی وجہ سے چند دنوں میں ہو جائیں گی۔

اگر شاردا ایکٹ کے مخالف لیکن اپنے دھرم پر راسخ رہنے والے ہندوؤں نے پوری سرگرمی سے کام کیا۔ تو ان لڑکوں کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ جو کہلاتے تو ہندو ہیں۔ لیکن شاردا ایکٹ کے نفاذ کے حامی ہیں۔ ان کے لئے بواہوں کا پربندھ کرنے کا میدان بہت ہی تنگ ہو جائیگا۔ اور کوئی تعجب نہیں۔ اگر اس تنگی کی وجہ سے وہ بھی شاردا ایکٹ کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ ان لوگوں کے متعلق کیا کہا جائے۔ جو کہلاتے تو "عالم" ہیں اور مسلمانوں کی دینی رہنمائی کے مدعی بنتے ہیں۔ لیکن کہتے کچھ ہیں۔ اور کرتے کچھ ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ شاردا ایکٹ کے بہت بڑے حامی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۹ - نومبر ۱۹۲۹ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

دُنیا میں اللہ تعالےٰ نے اس قدر اختلاف پیدا کیا ہے کہ درحقیقت کوئی دو چیزیں بھی آپس میں نہیں ملتیں۔

ہر ایک چیز دوسری سے مختلف

ہے۔ جیسے کہ خاوند اور بیوی۔ باپ اور بیٹا۔ ماں اور بیٹی۔ ان کا بھی آپس میں اختلاف ہے۔ اور ایسے ایسے اختلاف نظر آتے ہیں۔ کہ جنہیں کسی حد بندی میں لانا بالکل ناممکن ہے۔ کیا بلحاظ میلانات طبع۔ کیا بلحاظ جذبات۔ کیا بلحاظ قابلیتوں کے۔ کیا بلحاظ طاقتوں کے اور کیا بلحاظ عقل کے بہت بڑا فرق آپس میں پایا جاتا ہے۔ پس اس اختلاف کے باوجود یہ امید رکھنی کہ کسی کو کسی بات میں اختلاف نہ ہو۔

عقل کے خلاف

ہے۔ اور ناممکن ہے۔ جب اللہ تعالےٰ نے انسانی طبائع مختلف بنائی ہیں۔ تو یہ امید کیونکر کی جاسکتی ہے۔ کہ سب ایک ہی رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ سب ایک ہی مقصد کے پیچھے ایک ہی طرح چل پڑیں۔ اور خیالات اور اعمال کے لحاظ سے بالکل ایک ہو جائیں۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔ مگر بعض چیزوں میں خدا تعالےٰ نے اتحاد بھی رکھا ہے۔ جس اتحاد کی وجہ سے ہم مختلف چیزوں کو علیحدہ علیحدہ کر لیتے ہیں۔ مثلاً گھوڑے کا بھی منہ۔ ناک۔ کان۔ آنکھیں ہوتی ہیں۔ اور انسان کا بھی منہ۔ ناک۔ کان۔ آنکھیں ہوتی ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ انسانوں کے ناک اور کانوں وغیرہ میں ایک دوسرے سے اختلاف ہوتا ہے۔ اور کوئی دو انسانوں کے ناک کان آپس میں نہیں ملتے حتےٰ کہ توام پیدا ہونے والے بچوں کے جو ظاہری طور پر بالکل ایک سے ہوتے ہیں۔ خوردبین کے ذریعہ ان میں بھی اختلاف نظر آتا ہے لیکن باوجود اس کے کہ

تمام انسانوں کی شکلوں میں اختلاف

ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہی کہہ دیتے ہیں۔ یہ انسان ہے۔ اور یہ گھوڑا ہے کیونکہ انسان اور گھوڑے اپنی اپنی نوع کے ساتھ خاص اشتراک رکھتے ہیں

اختلاف کے باوجود اتحاد

بھی ہم کو نظر آتا ہے۔ جس طرح ظاہری شکلوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ اور اتحاد بھی اسی طرح اخلاق میں اختلاف بھی ہوتا ہے۔ اور اتحاد بھی۔ مثلاً بیسیوں باتیں ایسی ہیں۔ جو انسان نہیں کر سکتا۔ اور ان کا کرنا اس کے لئے ناممکن ہوتا ہے۔ اسے لاکھ سمجھائیں۔ کہ فلاں کام کر لو لیکن اُسے ماننے کے باوجود اس کے لئے کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ ایک کمزور آدمی جس میں دس سیر بوجھ اُٹھانے کی طاقت ہے۔ ایک من نہیں اٹھا سکیگا۔ لیکن بعض کام ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کا کرنا

انسان کے لئے ناممکن نہیں

ہوتا۔ مثلاً نماز پڑھنا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک انسان کھڑا ہو کر نماز ادا نہ کر سکے۔ لیکن یہ ممکن نہیں۔ کہ وہ نماز پڑھ ہی نہ سکے۔ کیونکہ نماز ادا کرنے کے لئے بہت سی سہولتیں ہیں۔ جو کھڑا ہو کر ادا نہیں کر سکتا۔ بیٹھکر پڑھ سکتا ہے۔ اور جو بیٹھکر بھی نہ پڑھ سکے۔ وہ لیٹ کر پڑھ سکتا ہے۔ پھر لیٹنے کی بھی کوئی خاص شکل قائم کرنا ضروری نہیں۔ جس طرح ہو سکے ادا کر سکتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ

نماز پڑھ ہی نہیں سکتا

اور کوئی عقلمند یہ بات تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ کسی کے لئے نماز پڑھنا ناممکن ہے پس جس طرح بعض کاموں کا کرنا واقعی ناممکن ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض کے متعلق یہ کہنا کہ میں نہیں کر سکتا۔ ناممکن ہے۔ جس طرح یہ ناممکن ہے۔ کہ دس سیر بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھنے والا ایک من بوجھ اُٹھالے۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے۔ کہ کوئی شخص یہ کہے۔ کہ میں نماز پڑھ ہی نہیں سکتا۔ سوائے پاگل یا بے ہوش کے۔ باقی سب لوگ نماز پڑھنے کی کسی نہ کسی صورت پر عمل کر سکتے ہیں۔ تو انسان کے اندر بعض باتوں میں اتحاد ہوتا ہے۔ اور بعض میں اختلاف۔ اور بعض باتیں جن میں اتحاد ہے۔ اور جن کے کرنے پر انسان قادر ہے۔ ان میں شریعت امید رکھتی ہے۔ کہ انسان کو اگر ان کے

کرنے میں نہیں کرنا پڑے۔ تو بھی کرے۔ اگر واقعی کوئی شخص جھوٹ کو بُرا سمجھتا ہے مگر بعض اوقات عادت کے ماتحت جھوٹ بول لیتا ہے اور بعد میں احساس پر اظہار ندامت کرتا ہے۔ یا بعض کی طبائع میں خشونت ہوتی ہے۔ اور کسی وقت وہ خفگی اور سختی کا اظہار کر دیتے ہیں۔ لیکن بعد میں انہیں اپنی سختی پر افسوس ضرور ہوتا ہے۔ اور وہ اس سے جو نقصان ہُوا۔ اُس کا ازالہ کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کے لئے

توبہ کا دروازہ کھُلا

رہتا ہے۔ اور اُن کی توبہ قبول بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن جو شخص جھوٹ بولے۔ یا بے جا تشدد اور سختی کرے۔ اور پھر اس پر ندامت نہ محسوس کرے۔ اس سے جو نقصان ہو۔ اس کے ازالہ کی بھی کوشش نہ کرے اور پھر یہ بھی کہے۔ کہ میں نے جو راستہ اختیار کیا۔ وُہ صحیح ہے۔ اور اس کے بغیر گذارہ ہی نہیں ہو سکتا۔ تو وُہ سمجھ لے۔ کہ وہ صحیح راستہ پر نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص کسی خاص جوش یا غصہ کے ماتحت ایک فعل کرے لیکن بعد میں ہوش آجانے پر اپنے اس فعل پر نادم ہو۔ اور اس کے ازالہ کی کوشش کرے۔ تو ایسا شخص

خُدا کی مغفرت

کا امیدوار ہو سکتا ہے۔ لیکن جو شخص ہوش آجانے پر بھی ندامت اور افسوس نہ کرے۔ وُہ اللہ تعالےٰ کے سامنے کوئی عذر پیش نہیں کر سکتا۔

مَیں نے بہت دفعہ سمجھایا ہے۔ کہ ہماری جماعت کے ہر فرد کو

انسانیت کا معیار

بننا چاہیئے۔ بے شک ہمارے اندر بھی جذبات ہیں۔ ہمیں بھی غصہ آسکتا ہے۔ لیکن ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے منشاء کے ماتحت انہیں صرف کریں۔ اور اگر کبھی کوئی شخص ان سے مغلوب بھی ہو جائے۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ جلد از جلد ہوش میں آکر اس پر اظہار ندامت و افسوس کرے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض لوگ بعض اوقات جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ اور پھر بعض فخر کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ جو کچھ انہوں نے کیا۔ وہ درست ہے۔ اور ایسا ہی کرنا ضروری تھا۔ اس کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ان کی یہ بات صحیح مان لی جائے۔ تو اس کے معنے یہ ہوئے۔ کہ وُہ مذہب جھوٹا ہے جسے وُہ مانتے ہیں۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ وُہ کہدیں۔ مذہب کا فلاں حکم ایسا ہے۔ کہ جس پر ہم سے عمل نہیں ہو سکا۔ لیکن یہ کہنا۔ کہ اس پر عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اسے توڑنے کے بغیر گذارہ ہی نہیں۔ ان کے

مذہب کے جھوٹے ہونے کی دلیل

ہے۔

ایک مسلمان تاجر اگر سُود لیتا ہے۔ لیکن وُہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ غلطی کرتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وُہ مذہب کو جھوٹا نہیں قرار دیتا۔ بلکہ

اپنے آپ کو جھوٹا

سمجھتا ہے۔ لیکن اگر وُہ یہ کہے۔ کہ سُود ضروری ہے۔ اس کے بغیر گذارہ ہو ہی نہیں سکتا۔ تو اس کے معنے یہی ہیں۔ کہ وُہ اپنے آپ کو سچا ثابت کرتا ہے۔ اور اسلام کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔ جس نے سود لینے اور دینے سے منع کیا ہے۔ گویا ایک ہی چیز دو مختلف نقطہ ہائے نگاہ کی وجہ سے بدل جاتی ہے۔ ایک کے لحاظ سے انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے

دوسرے نقطۂ خیال کے لحاظ سے اس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے ٭

پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ سب معاملات میں اول تو

اسلام کے مطابق عمل

کریں۔ اور اُسے اپنے لئے نہایت ضروری سمجھیں۔ لیکن اگر کسی وقت کوئی ناروا حرکت کر بیٹھے۔ تو اسے چاہیئے۔ جذبات سے تعلق رکھنے والے معاملات میں جلدی پشیمان ہو۔ اور دل میں محسوس کرے۔ کہ اُس نے بہت بُرا کیا ہے۔ اگر وُہ ایسا کرتا ہے۔ تو اس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے مگر باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متواتر فرمایا ہے۔ کہ جذبات کو اپنے قابو میں رکھنا چاہیئے۔ پھر بھی میں دیکھتا ہوں۔ بعض لوگ جو دوسروں کو تو آپ کی باتیں سُناتے ہیں۔ اور جذبات کو قابو میں رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ خود اس بات کو بھلا دیتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ بلکہ بعض تو جھوٹے ہو کر سچے اور ظالم ہو کر اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر کس طرح سمجھا جائے۔ کہ ان میں

ایمان کا ذرہ

بھی باقی ہے۔ کیونکہ اگر ایمان ہوتا۔ تو ہوش میں آنے پر وُہ اس ظلم کا ازالہ کرتے۔ جو ان سے سرزد ہوا۔ اور اگر ایسا نہ کر سکتے تھے۔ تو کم از کم اپنے اندر ندامت ہی محسوس کرتے۔ لیکن اگر وُہ ظلم کے ارتکاب سے بچ نہیں سکتے اور اپنے جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ پھر جوش کے وقت کے گزر جانے پر ازالہ کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نہ ندامت محسوس کرتے ہیں بلکہ اگر سارے حالات گزر جاتے ہیں۔ اور ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ تو اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ان کا ایمان دکھاوے کا ہے۔ وُہ بلبلہ کی طرح ہے جس کے اُوپر پانی اور اندر صرف ہوا ہے۔ کیونکہ اگر اندر بھی پانی ہوتا تو وُہ پانی کی سی کیفیت اختیار کرتا ٭

میں دوستوں سے پوچھتا ہُوں

وُہ سوچیں۔ کتنی دفعہ ان پر ظلم ہوتا ہے۔ جسے وُہ برداشت کرتے ہیں۔ برداشت اسے نہیں کہتے۔ کہ کسی طاقتور نے گردن پکڑی ہو۔ اور اپنے اندر اس کے مقابلہ کی طاقت نہ ہو۔ تو کہہ دیا جائے۔ ہم برداشت کر رہے ہیں۔ بلکہ برداشت یہ ہے۔ کہ انسان سزا دے سکے۔ اور پھر نہ دے۔ سوائے اس کے کہ شریعت یا انتظام نے تعزیر کا کام اس کے سپرد کیا ہو۔ جیسے ماں۔ باپ۔ استاد۔ والی۔ قاضی یا حاکم ہوتے ہیں۔ ان حالات میں اخلاقاً ان کا حق ہے۔ کہ ایک دائرہ کے اندر تعزیر سے کام لیں۔ لیکن اس سے باہر جہاں قضا یا ولایت یا تنظیم کا کوئی تعلق نہیں مثلاً اپنے معاملات میں اگر کوئی دست درازی کرتا ہے۔ اور ظلم کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا۔ کہ وُہ

شریعت کا احترام

نہیں کرتا۔ پس میں پھر ایک دفعہ دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آپ لوگ اس شخص کے متبع ہیں۔ جس کا نام مسیح ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ بعض دفعہ ایک چھوٹی چیز کو بڑی سے اور بڑی کو چھوٹی سے تشبیہ دے دی جاتی ہے۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہوتا۔ کہ کوئی مشابہت ہی نہ ہو۔ اور یونہی تشبیہ دے دی جائے۔ دیکھو ایک انسان جس کے نہ تو دُم ہی ہوتی ہے۔ اور نہ ویسا مونہہ اور سر ہوتا ہے۔ جیسا کہ شیر کا ہوتا ہے۔ لیکن بہادری کی وجہ سے اسے شیر کہہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک انسان نہ منگا پھرتا ہے۔ نہ گھاس کھاتا ہے۔ نہ اس کے لمبے لمبے کان ہوتے ہیں لیکن اُسے گدھا کہہ دیتے ہیں۔ اور یہ اسی وقت کہتے ہیں۔ جب اس سے بے وقوفی سرزد ہو۔ تو

مجاز اور استعارہ کا استعمال

کسی مشابہت کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ جب تک ایسا نہ ہو۔ اس کا استعمال نہیں ہو سکتا۔ پس سوچنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو مسیح کہا گیا۔ تو کیوں کہا گیا۔ وُہ کونسی چیز ہے۔ جو حضرت مسیح کو

دُوسرے انبیاء سے ممتاز

کرتی ہے وُہ یہی چیز ہو سکتی ہے۔ جو اگرچہ دوسرے انبیاء میں پائی جائے۔ مگر اس میں زیادہ نمایاں حیثیت میں نظر آتی ہو۔ اور مسیح کے لئے جو چیز خاص ہے۔ وہی مسیح موعُود علیہ السلام کے لئے

وجہ تشبیہ

ہو سکتی ہے۔ یُوں تو سارے انبیاء ہی راستباز تھے۔ اور حضرت مسیح بھی راستباز تھے۔ مگر راستبازی کی وجہ سے کسی اور کو مسیح نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح سارے ہی انبیاء ملہم بھی تھے۔ مگر الہام کی وجہ سے کسی کو موسیٰؑ نہیں کہا جا سکتا۔ جب کسی کو موسیٰ کہا جائے گا۔ تو اس کے یہی معنے ہونگے۔ کہ اس میں وُہ خوبی ہے جو حضرت موسےٰ کو دوسرے انبیاء سے خاص طور پر ممتاز کرتی ہے۔ اسی طرح جب کسی کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہا جائے گا۔ تو اس کے معنے ہونگے۔ کہ اس میں وُہ خاص وصف نمایاں ہے۔ جو اگرچہ دیگر انبیاء میں بھی ہے۔ لیکن محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ممتاز طور پر نظر آتا ہے ٭

حضرت مسیح علیہ السلام کی خصوصیت

وُہ نرمی کی تعلیم ہے۔ جو آپ نے پیش کی۔ اور بائبل سے تو یہاں تک ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ شریر کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے۔ دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتا لینا چاہے۔ تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے۔ اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ اگرچہ سارے ہی انبیاء نے نرمی کی تعلیم دی ہے۔ لیکن حضرت مسیحؑ نے اپنے زمانہ کے حالات کو دیکھکر اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ یہی خاص بات ہے جو ان میں پائی جاتی ہے۔ اور جب خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مسیح رکھا۔ تو اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ آپ کو بھی خاص طور پر نرمی کی تعلیم دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ آپ کا نام مسیح رکھنے کی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ آپ

عیسائیوں کی ہدایت

کے لئے آئے۔ اور اس لحاظ سے بھی مسیح کہلائے۔ مگر یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ہندوؤں کی طرف مبعوث ہونے کی وجہ سے آپ کو کرشن کا نام دیا گیا یا تمام اقوام عالم کی طرف بھیجے جانے کی وجہ سے محمدؐ کا نام دیا گیا۔ لیکن مسیح کے نام پر خاص زور ہے۔ تاکہ آپ

سختی کو دُور کریں

اسی لئے آپ نے یہ تعلیم دی۔ "خدا چاہتا ہے۔ کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے۔ اور وُہ تم سے ایک موت مانگتا ہے۔ جس کے بعد وُہ تمہیں زندہ کریگا تم آپس میں جلد صلح کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وُہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائیگا۔ کیونکہ وُہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو۔ اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو۔ تا بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو۔ کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو۔ اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا"۔ اب اگر ہم اس خصوصیت کو مدنظر نہ رکھیں۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ ہم دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ جب خود اس تعلیم پر عمل نہیں کرتے تو کسی کو اس طرف بلانے کا ہمیں کیا حق ہے۔ پس میں پھر ایکدفعہ جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس معاملہ میں بہت

اصلاح کی ضرورت

ہے۔ ہمیں ایسا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ کہ لوگ سمجھیں۔ ہم نے اپنے جذبات پر پورا پورا قابو پا لیا ہے۔ سوچنا چاہیئے۔ کیا سارے ہندو۔ سارے عیسائی۔ سارے سکھ آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ نہیں۔ ان میں بھی اگر بعض لڑنے والے ہیں تو بعض صلح جو بھی ہیں۔ پس اگر ہمارا بھی یہی حال ہُوا۔ کہ ہم میں بھی بعض جھگڑا فساد کرنیوالے اور بعض صلح پسند ہوں۔ تو دوسروں سے ہمیں امتیاز کیا ہُوا۔ امتیاز تو جب ہی ہو سکتا ہے۔ کہ یا تو ہم میں سے

جھگڑے فساد کی عادت

بالکل مٹ جائے۔ یا پھر ایسی خفیف رہ جائے۔ کہ کبھی نظر نہ آئے اور اگر کوئی ایسا آدمی ہو۔ جو ایسی حرکت کا ارتکاب کرے۔ تو جماعت محسوس کرے۔ کہ یہ

کالی بھیڑ

ہے جس نے ہمیں بدنام کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر کسی بدی کو دیکھو اور طاقت ہو تو اسے ہاتھ سے مٹا دو۔ اگر ہاتھ سے نہ مٹا سکو۔ تو زبان سے روکو اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو۔ تو دل میں بُرا مناؤ۔ کہتے ہیں

ایک بزرگ

نے ایک شخص کو سارنگی بجاتے دیکھا۔ تو اسکی سارنگی توڑ دی۔ وُہ شخص بادشاہ کا درباری تھا۔ اس نے بادشاہ سے شکایت کی۔ بادشاہ نے بزرگ کو بلایا۔ اور ان کے سامنے خود سارنگی بجانے لگا۔ آپ خاموش بیٹھے رہے۔ اس نے پوچھا۔ دیکھا میں کیا کر رہا تھا انہوں نے کہا۔ ہاں دیکھا۔ آپ سارنگی بجا رہے تھے۔ بادشاہ نے کہا تم نے فلاں شخص کی سارنگی توڑ دی تھی۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ اس لئے کہ رسول کریمؐ کا حکم ہے۔ کہ اگر کسی بدی کو ہاتھ سے مٹانے کی طاقت ہو۔ تو اسے ہاتھ سے مٹا دو۔ اس نے کہا میں بھی تو سارنگی بجا رہا تھا۔ آپ نے کیوں نہیں توڑا۔ انہوں نے فرمایا یہ بھی حکم ہے کہ ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو۔ تو زبان سے روکو اور یہ بھی نہ ہو۔ تو دل میں ہی بُرا مناؤ۔ سو میں نے دل میں بہت بُرا منایا۔ اور یہ ادنےٰ ایمان ہے۔ کہ انسان بدی کو دل میں بُرا سمجھے۔ اور جو ظلم ہوتا دیکھتا ہے۔ اور دل میں بھی بُرا نہیں مانتا۔ تو وُہ

شریعت کا مجرم

ہے۔ اور خود بھی ایسا ہی ظالم ہے۔ جیسا ظلم کرنے والا۔ یہ طریق ہے۔ جو ہماری جماعت کو اختیار کرنا چاہیئے۔ عفو۔ نرمی۔ درگزر اور محبت سے کام لینا چاہیئے۔ اور اگر کسی کو ظلم کرتا دیکھیں۔ تو محسوس کریں۔ کہ اس نے اس مظلوم پر حملہ نہیں کیا۔ بلکہ ہم سب پر حملہ کیا ہے۔ بلکہ

حضرت مسیح موعُود علیہ السّلام پر حملہ

کیا ہے۔ کیونکہ جس غرض کیلئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ اس کی اس نے تحقیر کی ہے۔ اسے توڑ دیا ہے۔ پس اگر طاقت ہو۔ تو ہاتھ سے اُسے روکیں۔ ورنہ زبان سے ہی سہی۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو۔ تو کم از کم دل میں بُرا منائیں۔ اور جس شخص کے اندر یہ بات بھی پیدا نہ ہو سکے وُہ جانے اور خدا کے ہاں رہے۔ کہ اس کا دل ایمان سے خالی ہے ٭

ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے ماننے والے ہیں۔ ہمیں ایسا نمونہ پیش کرنا چاہیئے

اُمّتِ محمدیہؐ میں نبوّت

جھوٹے مدعیانِ نبوت

ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب نے اپنے مضمون میں بعض نئے مدعیانِ نبوت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس فرمودہ پر کہ "ہزاروں نبی آئینگے" بہت تمسخر اُڑاتے ہوئے لکھا ہے:-

"میاں محمود احمدؐ صاحب کا نبوت کا دروازہ چوپٹ کھولنے کی دیر تھی۔ کہ لو اب نبوت کے مدعیوں کی آمد شروع ہو گئی۔ اور یہ سب ان کے مریدوں میں سے ہیں۔ سیالکوٹ میں نبی بخش صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ خود قادیان میں احمد نور صاحب نے دعویٰ نبوت کا کیا؟"

"ابھی حال ہی میں جہلم میں ایک پُرجوش محمودی غلام حیدر ٹیلر ماسٹر نے دعویٰ نبوت کیا ہے؟"

"میاں صاحب کے مریدوں میں جو نبیوں کی فوج طیار ہو رہی ہے۔ انپر یا تو میاں صاحب اور ان کی جماعت ایمان لائے۔ ورنہ پھر وہ اپنے قائم کردہ اصول کے ماتحت کافر ہیں؟"

دراصل ڈاکٹر صاحب نے اِن مدعیانِ نبوت پر ہمیں ایمان لانے کی تحریک کرتے ہوئے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ اور دیدہ و دانستہ لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اگر ان میں کچھ بھی خوف خدا ہوتا۔ تو وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اسی تقریر کے یہ فقرات بھی ضرور مدنظر رکھتے۔ کہ "اب بھی جب ایسا ہو گا کہ دنیا خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلا دیگی اور گند اور پلیدیوں میں مبتلا ہو جائے گی۔ اس وقت نبی آئے گا۔ اور ضرور آئے گا۔ لیکن وہ کوئی اور شریعت نہیں لائے گا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کو پھیلائیگا" (انوار خلافت ۶۲)

اب بتایا جائے۔ جن لوگوں کو مدعیانِ نبوت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ کیا زمانہ انکی نبوت کا تقاضا کر رہا ہے۔ اور کیا واقعی دنیا کی حالت اس درجہ گر چکی ہے کہ ابھی ابھی اتنے انبیاء کی بعثت ضروری ہو گئی۔ اگر نہیں۔ تو ہم سے کس عقل و سمجھ کی بنا پر مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ہم اِن مدعیانِ نبوت پر فی الفور ایمان لے آئیں۔

ہمارا بیشک اِس بات پر ایمان ہے کہ خدا کے انبیاء آئینگے مگر باوجود اس کے ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ خدا کے انبیاء بلا ضرورت مبعوث نہیں کئے جاتے۔ اگر ظلمت دنیا کو گھیر لے۔ اور اگر واقعی ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے پھر جائے۔ اس وقت جب کوئی دعویٰ کرے گا۔ تو ہم غور کرینگے۔ کہ آیا وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا کاذب۔ لیکن جبکہ ابھی ابھی خدا کا ایک عظیم الشان نبی ہم میں گذرا ہے۔ ہم یہ کیونکر خیال کر سکتے ہیں۔ کہ اس کی قوت قدسیہ اتنی کمزور تھی۔ کہ اُسکی وفات کے ساتھ ہی اور نبیوں کی بعثت کی ضرورت پڑ گئی۔ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت نیکی اور تقویٰ میں ترقی کر رہی ہے۔ اس لئے فی الحال کسی اور نبی کی ضرورت نہیں۔ اور چونکہ خدا کا کوئی بھی کام بغیر ضرورت نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے اگر کوئی دعویٰ نبوت کرتا ہے۔ تو ہم یہی کہیں گے کہ وہ غلطی خوردہ ہے اور اس کے حواس بجا نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں پہلے ہی صاف طور پر فرما دیا کہ "قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے نبی کے آنے کی یہ شرط فرمائی ہے کہ جب دنیا میں ظلمت اور تاریکی ہو جاتی ہے اور دنیا خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر بحر عصیان میں گر پڑتی ہے۔ اُس وقت نبی آتا ہے اور انکو ضلالت کے گڑھے سے آکر نکالتا ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اس زمانہ میں ہوئے ہیں۔ جبکہ چاروں طرف نور ہی نور پھیلا ہوا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے بیشمار ذرائع موجود تھے۔ اس لئے وہ کس طرح نبی ہوتے" (انوار خلافت ص۶۷)

پس جبکہ ہمارے زمانہ میں ایسا نبی جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروزِ کامل تھا مبعوث ہوا۔ اور اسے گذرے بھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ تو ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ نبی بخش۔ احمد نور اور جہلم کا ٹیلر ماسٹر اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہیں۔

معیارِ صداقت

غالباً ڈاکٹر صاحب ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ جب بھی کوئی دعویٰ نبوت کرے۔ اس پر ہم فی الفور ایمان لے آئیں۔ حالانکہ یہ نہایت بے سمجھی کا مطالبہ ہے۔ کیا ہر دعویٰ کرنے والا ضرور سچا ہوتا ہے اور کیا محض دعویٰ سے کوئی حقیقت ثابت ہو سکتی ہے؟ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا فرض ہے وہ نبیوں کی سی طاقتیں بھی رکھے اور منہاج نبوت پر بھی پورا اُترے۔ محض دعویٰ ہرگز قابل قبول نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔ اوّل عقل سے دیکھنا چاہیئے کہ جس وقت وہ نبی یا رسول آیا ہے عقل سلیم گواہی دیتی ہے یا نہیں کہ اس وقت اس کے آنے کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ دوّم پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں۔ سوم نصرت الٰہی اور تائید آسمانی" (لیکچر سیالکوٹ ص۵)

کیا یہ تینوں امور ان تینوں مدعیوں میں نظر آتے ہیں۔ کیا زمانہ کو نبیوں کے آنے کی واقعی کوئی ضرورت تھی۔ اور کیا پہلے نبیوں کی ان کے متعلق کوئی پیشگوئیاں ہیں۔ اور کیا ان کے شاملِ حال وہ تائیدِ آسمانی اور نصرتِ الٰہی ہے جو انبیاء کے شامل حال ہوا کرتی ہے۔ جب ان میں سے ایک بات بھی ان میں نظر نہیں آتی۔ تو پھر کس قدر بے وقوفی ہوگی۔ اگر ہمیں کہا جائے کہ چونکہ تم نبیوں کے آنے کے قائل ہو۔ اس لئے انہیں ضرور مان لو۔

ہم بیشک نبیوں کے آنے کے قائل ہیں۔ مگر ہم منہاجِ نبوۃ پر انہیں پرکھیں گے۔ اگر پورے اُترے تو مانیں گے ورنہ خدا کے حضور بری الذمہ ہیں۔ پس یہ تینوں چونکہ ان معیاروں پر پورے نہیں اُترتے۔ اس لئے ہمارا انہیں نہ ماننا ہی خدا کے حضور پسندیدہ ہے۔

مگر میں کہتا ہوں انبیاء کا درجہ تو بہت بڑا ہے۔ اگر اولیاء اللہ کے نشانات بھی انمیں دیکھنا چاہو تو وہ بھی نظر نہ آئینگے۔ ازالہ اوہام پڑھ کر دیکھو۔ اسمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنے تین نشانات اولیاء اللہ کے بیان فرمائے ہیں پھر کیا انمیں سے ایک بھی نشان ان مدعیوں میں نظر آتا ہے۔ جب نہیں تو معلوم ہوا۔ یہ تو درجہ ولایت تک بھی نہیں پہنچے کجا یہ کہ نبوت کا درجہ حاصل کریں۔ اولیاء اللہ کی علامات یہ ہیں۔

(۱) جب کوئی شخص اُن سے محبت رکھتا ہے۔ تو خدا کی خاص رحمتوں کا مورد بنتا ہے۔ اب بتلاؤ۔ کیا ان کی محبت سے کسی کو خدائی محبت حاصل ہو سکتی ہے۔

(۲) کیا ان کی دعائیں اوروں سے زیادہ قبول ہوتی ہیں؟

(۳) کیا انپر کثرت سے اسرارِ غیب کھولے جاتے ہیں؟

(۴) کیا انکی خاص طور پر اللہ تعالےٰ تائید اور نصرت کرتا ہے؟

(۵) کیا انکی اخلاقی حالت اعلےٰ پایہ کی ہے؟

(۶) کیا قرآن کے معارف اور حقائق ان پر کھولے جاتے ہیں؟

(۷) کیا ان کی باتوں میں اور ان کے کاموں میں کوئی نرالی طرز نظر آتی ہے؟

(۸) کیا ان میں اولیاء اللہ والی ہیبت نظر آتی ہے۔

(۹) کیا ان کے چہروں پر وہ نور نظر آتا ہے جو خدا کے پیاروں کے چہروں پر ہوتا ہے۔ اگر یہ باتیں ان میں نہیں پائی جاتیں۔ اور یقیناً نہیں پائی جاتیں۔ تو پھر انہیں ولی ماننا بھی درست نہ رہا۔

پس ان مدعیان نبوت کا وجود ہمارے عقائد پر کچھ بھی اثر انداز نہیں۔ ہم نبیوں کے قائل ہیں مگر مجنونوں کے قائل نہیں۔ اور ان کے دماغی نقائص ایسے ہیں کہ جنکی وجہ سے یہ لوگ غلطی خوردہ ہیں

جھوٹے نبیوں کا پیدا ہونا

مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسود عنسی نے بھی۔ اور تیس ۳۰ اور بھی نبوت کاذبہ کے مدعی گذرے ہیں مگر حق اپنی چمک کے ساتھ ہمیشہ نظر آتا رہا۔ اور سچے نبیوں کے ساتھ جھوٹوں کا پیدا ہو جانا۔ یہ بھی سنت الٰہی ہے۔ حضرت مسیح ناصری نے بھی لوگوں کو ان جھوٹے مدعیان نبوت سے ڈرایا اور فرمایا۔

"خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کردے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے۔ اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے" متی ۲۴ ۵

مولوی محمد علی صاحب کو بھی اِس سنت اللہ کا اقرار ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

"یہ سنت اللہ چلی آئی ہے کہ سچے نبیوں کے ساتھ ہی جھوٹے مدعی بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ تا کہ خلق خدا جھوٹے کی ہلاکت سے سچے نبی کی صداقت کو پہچان سکے۔" "جھوٹے مدعیوں کا ظہور لوگوں کو موقعہ دیتا ہے۔ تا وہ جھوٹ اور سچ میں امتیاز کریں۔ اور راستباز کو کاذب کی مدد سے پہچانیں۔ مثلاً ان لوگوں نے جنھوں نے حضرت مسیح ناصری کو پایا اور دیکھا انہوں نے اَور جھوٹے مسیح بھی دیکھے۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم صلعم کے زمانے میں بھی کم از کم تین جھوٹے مدعیانِ نبوت

ظاہر ہوئے" (ریویو آف ریلیجنز جلد ۹ ص۲۷۶)

پس ان جھوٹوں کی وجہ سے ہمارے عقائد حقہ ہرگز غلط نہیں کہلاسکتے۔

اختلاف عقائد

تعجب ہے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے صریح خلاف عقائد رکھنے کے پھر بھی ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:-

"ہمارا عقیدہ تو وہی ہے جو ہمارے مرشد و امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔"

پھر اس کے بعد وہ ایک تحریر پیش کرتے ہیں جس میں حضور نے یہ الفاظ لکھے ہیں۔ فکذٰلک رسولنا المطاع وحدہٗ لانبی بعدہٗ ولا شریک معہٗ واتہ خاتم النبیین یعنی ہمارا رسول بھی جسکی اطاعت ہم پر فرض ہے ایک ہی ہے اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ وہ خاتم النبیین ہے۔

حالانکہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لانبی بعدہٗ کہہ کر نبوت کو مسدود قرار دیا ہے تو اِلّا کہہ کر آپ نے اُمتی نبی کے لئے استثنا بھی رکھی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"وقد ختمت النبوۃ علی نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا نبی بعدہٗ اِلّا الذی نُوِّر بنورہ وجعل وارثہ من حضرۃ الکبریاء" (خطبہ الہامیہ صب حاشیہ)

"ونؤمن بانہ خاتم الانبیاء لانبی بعدہٗ اِلّا الذی رُبّی من فیضہ واظہرہ وعدہٗ" (مواہب الرحمٰن ص۶۶) یعنی ہم مانتے ہیں کہ آپ خاتم الانبیاء تھے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی کہ جسکی تربیت آپ کے فیض سے ہوئی اور جس کو آپ کے وعدہ نے ظاہر کیا۔"

"خدا ایک اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیا ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اُس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جسپر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جُدا نہیں۔ اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے۔ وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں" (کشتی نوح ص۱۵)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں درجہ نبوت کا حصول ضروری قرار دیا مگر ڈاکٹر صاحب اس کے صریح خلاف ہر قسم کی نبوت بند قرار دیتے ہوئے پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقائد پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ کس قدر ان کے اور حضرت اقدس کے عقائد میں اختلاف ہے الغرض اجرائے نبوت کا عقیدہ نہایت سچا عقیدہ ہے اور یہ وہی عقیدہ ہے جس کے قائل امیر غیر مبایعین جناب مولوی محمد علی صاحب بھی ایک عرصہ تک رہ چکے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے الہام سے لکھتے ہیں:-

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پُرانا ہو یا نیا۔ آپ کے بعد نہیں آسکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطے کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے۔ مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا"

"آنحضرتؐ کی ختم نبوت آپ کے کسی بروز کو آنے سے نہیں روکتی۔ البتہ آپ کے بعد شریعت کوئی نئی نہیں آسکتی" (ص۱۸۶ ریویو جلد ۵)

پس جبکہ نبوت کا اجرا امت محمدیہ میں تسلیم کر لیا گیا۔ اور یہ مان لیا گیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے لئے دروازہ نبوت بند نہیں۔ تو خدارا غور کرو۔ اگر اسی عقیدہ صادقہ کے ماتحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یہ فرمایا کہ "ہزاروں نبی آئیں گے" تو اس میں حضور نے کونسی ایسی خلاف قرآن بات کہدی تھی جسپر ڈاکٹر صاحب کو اس قدر تکلیف پہنچی۔

خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل قادیان

اخراجات چندہ جلسہ سالانہ کے لئے

جماعت احمدیہ کی سرگرمی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک جلسہ سالانہ فراہمی چندہ کا کام سرعت سے جاری ہے۔ اور جماعتیں اپنے ذمہ کی رقوم پوری کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ذیل میں ان چند خطوط کا خلاصہ دیا جاتا ہے جو اس بارے میں موصول ہوئے ہیں۔

(۱) شیخ عبدالعزیز صاحب اوکاڑہ سے لکھتے ہیں:-
چندہ جلسہ سالانہ کے لئے ۲۵ روپے اوکاڑہ کی جماعت کے ذمہ لگائے گئے ہیں۔ جو میرے بھائی میاں محمد صدیق صاحب نے تحریر پڑھتے ہی خود دینے کا وعدہ کیا۔ باقی اصحاب نے بھی حسب حیثیت چندہ لکھوایا۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ مقررہ رقم سے دوگنا ہو جائے گا۔

(۲) محمد بریل صاحب کمال ڈیرہ سندھ سے لکھتے ہیں۔ کہ چندہ عام و خاص۔ اور جلسہ سالانہ کا چندہ انشاء اللہ تعالےٰ ۱۰ دسمبر تک بیت المال میں ارسال کرادونگا۔

(۳) منشی قائم علی صاحب پٹواری ریزرو شرف سے لکھتے ہیں گذشتہ سال فدوی شتاب گڑھ ضلع ملتان کی جماعت کا سکرٹری تھا۔ اور ۳۸ روپے کے قریب رقم جلسہ سالانہ کے لئے بھجوائی تھی۔ ابھی ستمبر۔ اکتوبر کی تنخواہ نہیں آئی۔ مگر فکر دامنگیر ہے۔ جلسہ سالانہ کے لئے رقم بفضل خدا ضرور دینی ہے۔ خواہ کپڑے فروخت کر کے ہی دینی پڑے یا قرضہ اُٹھانا پڑے۔

(۴) رسالہ سٹیٹ ضلع منٹگمری کے سکرٹری مال میاں محمد عیسٰی صاحب لکھتے ہیں:- رسالدار حاکم علی خان صاحب چوہدری نے ۲۰۸ روپے بذریعہ تار محاسب بیت المال کے نام ارسال کیا ہے۔ جس میں سے ایک صد روپیہ چندہ جلسہ سالانہ ہے۔ آپ کی طرف سے چندہ جلسہ سالانہ ہماری جماعت کے ذمہ ۴۳ روپے تھا۔ ایک صد روپیہ ارسال کر دیا ہے اور ۲۴ روپیہ کے ابھی وعدے ہیں۔

(۵) شیخ پور ضلع گجرات کے پریذیڈنٹ میاں میراں بخش صاحب لکھتے ہیں۔ مقررہ رقم ۷ روپے عنقریب ارسال کر دیئے جاوینگے۔

(۶) شاہ آباد ضلع ہردوئی سے مولوی انوار حسین خاں صاحب لکھتے ہیں۔ چندہ جلسہ سالانہ کی رقم وقت پر ارسال کر دینے کی فکر میں ہوں۔ اور کہ چندہ عام بھی عنقریب ادا کرنے کے قابل ہو سکوں گا۔

(۷) امیر احمد صاحب نے ضلع گوجرانوالہ کے موضع پھلو کے کی طرف سے چندہ جلسہ سالانہ کی رقم بھجوائی ہے۔

ناظر بیت المال

مکتوب بنام مولوی محمد علی صاحب

بخدمت جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ امیر جماعت انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کا دو ورقہ اشتہار مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۸ء کو نہایت افسوس کے ساتھ واپس کرتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کیوں دیدہ دانستہ خلق خدا کو دھوکہ دے کر یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق بنتے ہیں۔ خدانخواستہ اگر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بقول آپ کے نبی نہ تھے تو آپ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ اب تو وہ فضل خدا سے نبی بن چکے ہیں۔ لہذا اب وہ آپ کی لغو چیخ و پکار سے درجہ نبوت سے معزول نہیں ہو سکتے۔

پس آپ کے لئے یہ بہتر ہے کہ صبر کریں اور معاملہ سپرد خدا کر دیں۔ اگر واقعی آپ حق پر ہوئے۔ تو آپ کو صبر کا اجر ملے گا۔ فقط والسلام

آپ کا سچا ہمدرد سید عبدالمجید امیر جماعت انجمن احمدیہ کوہ منصوری

نادر اور نایاب کتب چھپکر تیار ہیں

مباحثہ جلال پور جٹاں

از حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم۔ جو شیعہ۔ سنی کے درمیان نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام ہوا تھا۔ اب اس کو نہایت خوبصورت طرز پر چھپوا کر قیمت بجائے ۶ر کے ۴ر کر دی گئی ہے۔

الحجۃ البالغہ

وفات مسیح پر مفصل اور مکمل اور لطیف مضمون۔ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ اس اہم موضوع پر اس جیسا کوئی مکمل رسالہ اس وقت تک شائع نہیں ہوا۔ احباب کے بے حد اصرار پر اس کو چھپوایا گیا ہے۔ قیمت صرف ۴ر

مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی

مؤلفہ مولوی غلام احمد صاحب بدوملوی۔ جو ایک مرتبہ پہلے بھی شائع ہو کر مقبولیت عامہ کا جامہ پہن چکی ہے۔ اب کی مرتبہ اس میں مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری کا مضمون بھی اسی موضوع پر اس رسالہ میں درج کیا گیا ہے۔ قیمت وہی سابقہ یعنی صرف ۳ر

فلسفہ فلاسفر مکمل

فلاسفر صاحب کے مذہبی لطائف وظرائف سے جماعت کا قریباً ہر ایک فرد واقف ہے۔ افادہ عام کی خاطر ان کے تمام لطائف جو پہلے حصہ اول اور حصہ دوم کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ اکے اور لطیفے بھی درج کئے گئے ہیں۔ اور قیمت صرف ۳ر رکھی گئی ہے۔

ٹیچنگ آف اسلام

انگریزی سستا ایڈیشن حضرت مسیح موعود کے لیکچر مہوتسو کا انگریزی ترجمہ۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ اب یہ سستا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے۔ بےجلد کی قیمت ۶ر مجلد سنہری ۱۰ر

جیبی حمائل شریف مجلد سنہری بٹن دار

عرصہ سے احباب کی خواہش تھی۔ کہ چھوٹی سے چھوٹی سائز پر قرآن شریف ہو۔ جو بآسانی پڑھا جائے۔ سو الحمد للہ یہ حمائل شریف شائع ہو گئی ہے۔ آیات کے نمبر بھی ساتھ ساتھ ہیں۔ خط نہایت واضح اور جلی لکھائی قریباً دانہ دار۔ سفر و حضر میں یکساں مفید اور کارآمد ہوگی۔ جلد بھی نہایت خوبصورت ہے۔ قیمت صرف عمر

ذکر الٰہی قبولیت دعا کے طریقے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے دو معرکۃ الآرا اور عظیم الشان مضامین جو پہلے مقبولیت عامہ حاصل کر کے عرصہ سے نایاب ہو چکے ہیں۔ اب دوستوں کے بار بار اصرار پر ان ہر دو پر معارف مضامین کو ایک جگہ جیبی تقطیع پر چھپوایا گیا ہے۔ قیمت صرف ۵ر مجلد سنہری کی قیمت ۸ر

تبلیغ ہدایت

مولفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ۔ یہ اہم تصنیف کسی مزید تعارف کی محتاج نہیں مختصر اتنا لکھنا ضروری ہے۔ کہ تبلیغ احمدیت کے لئے بہترین حربہ ہے۔ ہر متنازعہ فیہ مسئلہ پر نہایت خوبصورت اور دلآویز طریق پر بحث کی گئی ہے۔ خواہ کوئی کتنا ہی تعصب سے بھرا ہوا کیوں نہ ہو۔ اسکے مطالعہ سے وہ ضرور محظوظ ہوگا۔ مسئلہ نبوت ختم نبوت۔ صداقت مسیح موعودؑ۔ نشانات مسیح موعودؑ۔ وفات حیات پر مختصر اور ضروری بحث۔ صداقت کو حقیقی اور درد بھرے الفاظ اپیل۔ غرضیکہ تبلیغ کے حق کو کماحقہ ادا کیا گیا ہے۔ قیمت پہلے عہر تھی۔ مگر اب عہ ر کر دی ہے۔ اور کاغذ قسم دوم ۱۲ر

(کتاب گھر قادیان)

احباب کرام کی سہولت

کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہمارے ہاں لپٹن کی چائے کے علاوہ جو خاص طور پر تیار کیجائیگی پلاؤ زردہ۔ قورمہ غرضیکہ ہر قسم کے مصفّٰے اور خالص کھانے تیار مل سکینگے۔

یامین ہوٹل متصل مہمانخانہ حضرت مسیح موعودؑ قادیان

ضرورت ہے

امیدواروں کی۔ جو ٹیلیگراف۔ گارڈ۔ سٹیشن ماسٹر اور بجلی کا کام ریلوے۔ گورنمنٹ و محکمہ نہر کی ملازمت کیلئے سیکھنا چاہیں کرایہ ریل کالج دیگا۔ قواعد ۲ ؍ کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں ؛

رائل ٹیلیگراف کالج دہلی

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ لاہور

ہے عمدہ عمدہ بندوقیں۔ رائفلیں۔ ریوالور۔ پستول و کارتوس نہایت سستی قیمتوں پر طلب فرمایئے۔ اسلحہ پر معقول کمیشن۔ لسٹ مفت طلب فرمایئے

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ مال روڈ لاہور

روح زندگی

آج کل اخباری دوائی اس قدر مشتبہ نظروں سے دیکھی جاتی ہے کہ اگر کوئی واقعی اکسیر بھی ہو۔ تو اسے جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔ مگر پبلک تک آواز پہنچانے کا کوئی اور ذریعہ سوائے اشتہار کے ہے ہی نہیں آپ سے صرف اسقدر گزارش ہے۔ کہ جہاں آپنے اور بہت سی ادویات کا استعمال کیا ہے۔ ایک مرتبہ یہ بھی سہی۔ امید ہے۔ کہ آپ فیصلہ کرسکینگے کہ تمام ادویات اشتہاری بیکار ہی نہیں ہوتیں۔ اس لئے طاقت کو بڑھانے کے واسطے۔ دماغ کو ہمیشہ تر و تازہ رکھنے کیلئے۔ جسمانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے۔ دل کو ہمیشہ خوش رکھنے کے لئے غرض یہ کہ اتنے فائدے ہیں جن کو آپ اس تھوڑے مضمون اشتہار سے سمجھ گئے ہونگے۔ اس لئے روح زندگی ضرور استعمال کریں نہایت زود اثر دوائی ہے۔

کمزوری کی کیسی ہی شکایت ہو۔ انشاء اللہ ۱۲ خوراک میں بالکل رفع ہو جائے گی۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت فی شیشی عہ خرچ ڈاک وغیرہ علاوہ

منیجر دواخانہ روحانی علیبانی پلز۔ رجسٹرڈ انارکلی لاہور

نوٹ :۔ اس کے علاوہ ہر مرض کا علاج کیا جاتا ہے۔ جواب کے واسطے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے ؛

ماہوار رسالہ بالکل مفت

دہلی کے مشہور معروف رسالہ کامیابی کے دفتر سے ایک اور نہایت عمدہ ماہوار رسالہ تبصرہ جاری ہونے والا ہے۔ جس کا پہلا پرچہ جنوری ۱۹۳۰ء کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا۔ تبصرہ کے پہلے پرچہ میں علاوہ اور مفید مضامین کے ۱۹۳۰ء کے لئے ایک ایسی کارآمد مکمل جنتری بھی ہوگی۔ جو سال بھر تک آپ کے لئے ایک نہایت عمدہ مشیر و رہبر کا کام دے گی۔ ماہوار رسالہ تبصرہ صرف ان حضرات کے لئے بالکل مفت جاری کردیا جائے گا جو ایک کارڈ پر حسب ذیل عبارت لکھکر بھیجدینگے۔

مجھ کو اچھی کتابیں پڑھنے اور جمع کرنے کا شوق ہے۔ اور میں اکثر کتابیں خریدتا رہتا ہوں۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ اپنا ماہوار رسالہ تبصرہ میرے نام جاری کرکے خسارہ میں نہیں رہینگے ؛

پورا نام . . . . پورا پتہ . . . .

یہ کارڈ ابھی لکھدیجئے۔ تاکہ پہلا پرچہ اتنی تعداد میں چھپوا جائے کہ سب کو پہنچ جائے۔

المشتھر

منیجر رسالہ کامیابی و تبصرہ بازار مچھلی والان دہلی

بواسیر کی مرض جڑ سے کٹ گئی

خداوند کریم پر بھروسہ رکھتے ہوئے صرف ہماری دوائی برائے دافع بواسیر استعمال کریں۔ نہایت زود اثر۔ مفید اور شفا بخش دوائی ہے۔ بواسیر خونی ہو یا بادی۔ نئی ہو یا پرانی۔ ایک ہفتہ کے اندر کافور اور عمر کا سکھ۔ مرض جڑ سے اکھڑ جاتی ہے۔ پرہیز بھی معمولی ہے۔ قیمت صرف ایک ہفتہ کی خوراک کے واسطے ۱۲ ؍ ایک روپیہ بارہ آنے

وزیر معرفت شیخ محمد الدین صاحب محلہ شیخاں

بازار جوڑے موری۔ اندرون شاہ عالمی دروازہ لاہور

لاہور میں عینکوں کی بہت بڑی دکان

ہمارے ہاں ہر قسم کی عینکیں بنائی جاتی ہیں۔ عینک لگانے سے بینائی قائم رہتی ہے۔ یہاں پر تشریف لانے سے آپکو بہت بڑے فائدے پہونچینگے۔ بغیر فیس کے آنکھ کا معائنہ کرکے عمدہ مضبوط بالکل فٹ اور بار عایت اور حتی المقدور ارزاں قیمت پر عینک دیوینگے۔ دیگر دھوپ اور آندھی کے بچاؤ کیلئے ٹھنڈے اور اصلی چشمے یہاں سے منگوائیں۔ جو صاحبان ہمارے ہاں سے ایک دفعہ چشمہ خرید چکے ہیں۔ وہ ہماری محنت کی قدر اچھی طرح جانتے ہیں ؛

نوٹ :۔ مصنوعی آنکھوں کے تمام ولایتی ہر سائز و ڈیزائن مطابق آنکھوں کے فٹ کرتے ہیں

شیخ امیر الدین اینڈ سنز اوپٹیشن لوہاری منڈی لاہور

ایک نظر ادھر بھی توجہ سے دیکھئے

(۱) عرق نور نے اپنی خداداد تاثیر سے استعمال کرنے والوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس کی بابت اشتہار دیکھنا ہو۔ تو اخبار الفضل کے پرچے ۱۹۲۹ء کے دیکھنے چاہئیں۔ اب اس کی شہرت کا سال ختم ہوتا ہے۔ اس کی خوشی میں یہ ماہ دسمبر ۱۹۲۹ء آمدہ جلسہ سالانہ احمدیہ کی برکات پر ماسوائے عرق نور کے باقی ادویہ کی قیمت صرف ماہ دسمبر کے لئے کم کی جاتی ہے۔ تاکہ احباب فائدہ اٹھا دیں ؛

(۲) عرق اسراری۔ درد شقیقہ اور درد عصابہ جس سے نظر کمزور ہو کر خراب ہو جاتی ہے۔ شیر خوار بچوں کی مرگی جس کو ام الصبیان کہتے ہیں۔ ایک منٹ میں مرض رفع ہو جاتی ہے۔ آشوب چشم۔ درد دنداں کے لئے بھی اکسیر اعظم ہے۔ پہلے اس کی قیمت ایک اونس کی شیشی ایک روپیہ تھی۔ اب احباب آمدہ کی خاطر ۴ اونس کی شیشی ایک روپیہ کردی ہے۔ جو چار اونس سے کم نہیں دی جائے گی۔ ایک شیشی ۸۰ مریض کو کافی ہے ؛

(۳) بواسیر خونی۔ جس کی قیمت ۳ تک تھی۔ رعایتی ۲ سے ۳ تک ؛

(۴) بواسیر خونی پیچیدہ :۔ جس کی قیمت عـہ روپیہ تھی۔ رعایتی ۵ سے ۷ تک ؛

(۵) خنازیر :۔ خواہ کیسی خراب گلٹیاں ہوں خوردنی دوائی سے علاج کیا جاتا ہے۔ اپریشن نہیں کیا جاتا نہ اوپر دوائی لگائی جاتی ہے۔ جس کی قیمت عـہ روپیہ رعایتی عـہ سے ... کردی ہے۔

رعشہ :۔ جس کی قیمت عـہ تھی۔ رعایتی صہ

سنگ رہتی :۔ خواہ ۲۔۴ برس کی ہو جس کی عـہ تھی۔ رعایتی صہ

بچوں کے کلکرے :۔ فی تولہ عـہ رعایتی عـہ

دیگر ہر قسم کی دوائی بھی بار عایت مل سکتی ہے۔ جس کی تفصیل لا حاصل ؛

سرمہ اکسیر چشم :۔ فی پیکٹ ۔ ۴ ؍

موجد ادویہ

ڈاکٹر نور بخش گورنمنٹ ملازم

انڈیا اینڈ افریقہ قادیان پنجاب

ہندوستان کی خبریں!

—— امرتسر۔ ۲۹ر نومبر۔ امرتسر کے مسلمانوں نے آج چوک
...میں شاردا ایکٹ کا بت بنایا۔ اس کے چاروں طرف گھاس کو
اور نذر آتش کر دیا۔ اور نعرے لگائے۔ کہ شاردا ایکٹ خاک
...کر دیا گیا ؛

—— لاہور۔ ۲۹ر نومبر۔ آل انڈیا ہندو مہا سبھا کے اجلاس
...ارت ڈاکٹر مونجے کریں گے لیکن بحث کا آغاز گوروکل کے
...ں رام دیو کریں گے ؛

—— سکندر آباد۔ ۲۶ر نومبر۔ حضور نظام کی طرف سے
...تبیشور ناتھ کا تقرر بعہدہ اڈیشنل جج حیدر آباد عمل میں آیا
...دالت عالیہ حیدر آباد کی تاریخ میں گویا یہ پہلا موقع ہے۔ کہ وہ
...مقرر کئے گئے

—— بمبئی۔ ۲۹ر نومبر۔ حج کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی نے حال
...پنی رپورٹ مکمل کی ہے جس کا حجم ۳۰۰ صفحات ہے۔ اور
...ب ہیں۔ اس رپورٹ میں ایک سو بیس سفارشیں کی گئی
...میں سے بیشتر کمیٹی کے متفقہ فیصلہ کا نتیجہ ہیں۔ ایک یہ ہے
...پاسپورٹ کے حصول کے لئے عکسی تصاویر لازمی قرار نہ دیجائیں

—— بمبئی۔ ۲۹ر نومبر۔ آج انگلستان کے سرکاری سکولوں
...بیس طلبا ریورنڈ آرتھر کمبش۔ لفٹنٹ کرنل جی فاؤلر اور مسٹر
...زلے کی معیت میں ڈاک کے جہاز سے یہاں پہنچے۔ یہ جماعت
...بمبئی میں قیام کرے گی۔ پھر ناگپور کو روانہ ہو جائیگی۔

—— نئی دہلی۔ ۳۰ر نومبر۔ بلدیہ دہلی میں بعض محلوں میں
...ندو کثرت سے رہتے ہیں۔ گوشت کی فروخت بند کرنے کی قرارداد
...ئی۔ بعض مسلم ارکان نے واک اوٹ کی دھمکی دی۔ لالہ
...کی تجویز کے مطابق امتناعی دفعات قلمزن کر دی گئیں ؛

—— کلکتہ۔ ۳۰ر نومبر۔ کل پی اینڈ او بنک میں تین مدراسی
...پیہ لوٹنے کی کوشش میں گرفتار کئے گئے۔ مقامی جوٹ مل کے
...نے بنک سے ۲۱ ہزار روپے کے نوٹ لے کر چمڑے کے
...میں بند کر دیئے۔ ایک ملزم نے آہستگی سے اس تھیلے کو اٹھا
...دروازہ کی طرف بھاگا۔ لیکن بنک کے کلرک نے دیکھ لیا اور
...بلا مچایا۔ بنک کے تمام دروازے بند ہو گئے۔ اور ملزم
...ئے گئے۔

—— لاہور کے ہرد آریہ سماجوں میں مندرجہ ذیل چندہ
...سماج انارکلی۔ نقد روپیہ ستر ہزار۔ آریہ سماج بچھووالی
... میزان۔ ایک لاکھ پانچ ہزار روپیہ ؛

—— نئی دہلی۔ ۲۹ر نومبر۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ جمعیت العلما
...ر دخوض کر رہی ہے۔ کہ شاردا ایکٹ کے جواز کی آزمائش
...ے وزیر ہند اور گورنر جنرل باجلاس کونسل کے خلاف ایک
...کیا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایکٹ مذکورہ مذہب
اسلام میں مداخلت کرتا ہے۔ مزید برآں اس قانون کی منظوری
میں بے قاعدگیاں عمل میں آئیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس طریقہ سے
جمعیۃ العلماء کامیابی سے اس ایکٹ کے نفاذ کو روک دے گی۔ اس
معاملہ کے متعلق متعدد سر گروہ وکلاء سے مشورہ کیا جا رہا ہے ؛

—— لاہور۔ ۲ر دسمبر۔ کانگریس کی نمائش کمیٹی نے
فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہاتھ کے کتے ہوئے سوت اور ہاتھ کے بنے ہوئے
پارچات کے سوا اس شعبہ کا دوسرا مال نمائش کے لئے نہیں
لیا جائے گا ؛

—— لاہور۔ ۲ر دسمبر۔ مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں
پر پرسوں ایک اور ضمنی مقدمہ چلایا گیا تھا جس کے دوران میں
ملزموں نے نعرے لگائے تھے۔ آج سپرنٹنڈنٹ جیل نے تمام
ملزموں کو باری باری بلا کر دریافت کیا۔ کہ تم نے اس روز شور مچایا
تھا۔ ملزموں نے کہا۔ کہ ہم نعرے لگایا کرتے ہیں۔ اس پر سپرنٹنڈنٹ
جیل نے انہیں چھ چھ دن قید تنہائی کی سزا دی۔

—— لاہور۔ ۲ر دسمبر۔ آج باغ بیرون موچی دروازہ میں
کانگریس کمیٹی کے زیر اہتمام ایک جلسہ مولوی حبیب الرحمان لدھیانوی
کے زیر صدارت منعقد ہوا جس کا مقصد لالہ لاجپت رائے کا بت
توڑنے والوں کے خلاف اظہار نفرت کرنا تھا۔ لالہ کرم چند ایڈیٹر
پارس نے بت بنائے جانے کی مخالفت کی۔ اور کہا۔ کہ لالہ جی کی
یادگار میں ایک ہال بنانا چاہئے۔ جس کے اندر ان کی قد آدم تصویر
رکھی جائے ؛

—— آنریری اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن صلیب احمر
پنجاب نے سرمایہ اعانت سیلاب زدگان پنجاب میں چندہ دینے والوں
کی ایک طویل فہرست بھیجی ہے۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ آخر دسمبر تک کل رقم دو لاکھ تین ہزار ایک سو پچاس روپیہ سات
آنہ ۷ پائی فراہم ہو چکی ہے۔ اس میں پونے دو لاکھ کے قریب سرکاری
سرمایہ امداد قحط زدگان کی طرف سے ہے۔

—— لاہور۔ ۲ر دسمبر۔ چدانند ایڈیٹر "شدھی سماچار" کی
طرف سے سنٹرل ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی وسشن جج
دہلی کے فیصلوں کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں نظر ثانی کی درخواست
دی گئی تھی۔ آج مسٹر جسٹس فورڈ اور مسٹر اڈیسن نے اس کی
سماعت کی۔ اور فیصلہ صادر کیا۔ کہ چھ ماہ قید اور تین سو روپیہ جرمانہ
کی سزا زیادہ نہیں۔ لہذا نگرانی کی درخواست مسترد کی جاتی ہے۔

—— لاہور۔ یکم دسمبر۔ آل انڈیا ریاستی رعایا کی کمیٹی کا
سالانہ اجلاس ۲۷، ۲۸، ۲۹ دسمبر کو بریڈلا ہال لاہور میں ہوگا۔ زبردست
تیاریاں عمل میں آ رہی ہیں ؛

—— مدراس۔ ۲ر دسمبر۔ آل انڈیا سناتن دھرم کانفرنس کی مجلس انتخاب
نے کانفرنس کے کھلے اجلاس میں شاردا ایکٹ کے خلاف اظہار
نفرت وحقارت کیا۔ ایک قرارداد میں حاضرین کو تلقین کی گئی کہ
اس قانون کی نافرمانی کرتے ہوئے کم عمر لڑکے لڑکیوں کی شادی کریں۔

—— میانوالی ۲ر دسمبر۔ سنٹرل جیل لاہور کے سپرنٹنڈنٹ
میجر چوپڑہ کے ترغیب دلانے پر سردار کابل سنگھ صاحب نے بھوک

ممالک غیر کی خبریں!

—— حیفہ۔ ۲۸ر نومبر۔ گذشتہ فسادات میں یہودی خاندان
کو قتل کرنے کے الزام میں ۹ عربوں کو سزائے موت، اور دو کو
پندرہ پندرہ سال قید کی سزا کا حکم دیا گیا ہے ؛

—— لنڈن۔ ۱۹ر نومبر۔ مسٹر رامزے میکڈانلڈ نے کل
دار العوام میں مسٹر بالڈون کو بتایا۔ کہ مسئلہ مصر اور مرکز سنگاپور
کی تعمیر کے معاملہ پر ۱۹۳۰ء سے پہلے بحث و تمحیص نہیں ہو سکتی۔ وزیر
اعظم نے اس بات کا یقین دلایا۔ کہ ان مسئلوں پر بحث کا التواء
قومی یا آئینی نقصان کا باعث نہ ہوگا۔

—— ٹوکیو۔ ۲۹ر نومبر۔ مسٹر سیلبوری سفیر جاپان نے جو چین
کے ساتھ آئندہ گفت وشنید کے متعلق حکومت سے مشورہ کرنے کے
لئے یہاں آئے تھے۔ ایک ہوٹل میں اپنی بیوی کی تیسری برسی کے
موقع پر گولی مار کر خودکشی کر لی۔

—— لنڈن۔ ۲۹ر نومبر۔ گذشتہ ماہ دسمبر میں کوئنز ٹون
بندرگاہ کے دہانہ پر وائٹ کا جو جہاز غرق ہو گیا تھا۔ اس کو پھر
تیرانے کی کوشش میں تین کارکن ہلاک، اور سولہ شدید مجروح ہوئے

—— لنڈن۔ ۳۰ر نومبر۔ سرکاری طور پر اعلان ہو گیا ہے
کہ نائب وزیر ہند کے عہدہ پر ڈاکٹر ڈرمنڈ شیلز کی جگہ ارل رسل
مقرر کئے گئے ہیں۔

—— لنڈن۔ یکم دسمبر۔ لارڈ برکنہیڈ نے حال ہی میں وزیر
ہند پر جو نکتہ چینی کی ——— ہے۔ مسٹر ڈرمنڈ شیلز
نے اس کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ لنڈن کے نزدیک ایک بیر بازار کا افتتاح
کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ ہندوستان میں جو بعض مشکلات
پیش آ رہی ہیں۔ ان میں گرانقدر ذمہ داری لارڈ برکن ہیڈ کی
شخصیت پر عائد ہوتی ہے۔ ہندوستانیوں میں کتنے ہی نقائص
کیوں نہ ہوں۔ کم از کم وہ شائستہ اور با اخلاق باشندے تو ہیں
اس لئے یہ تعجب انگیز نہیں۔ کہ لارڈ برکن ہیڈ ان کو کسی حالت
میں بھی سمجھ نہیں سکے ؛

—— لنڈن۔ ۳۰ر نومبر۔ ہندوستان کی ڈاک کا ہوائی
جہاز جو کرائیڈن سے آ رہا تھا۔ فرنیک فورٹ کے قریب کہر کی وجہ
سے اترنے پر مجبور ہو گیا۔ کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔ کیونکہ جہاز
میں مسافر سوار نہ تھے۔ لیکن ہوائی جہاز کا ایک حصہ ٹوٹ گیا ہے
ڈاک کے ساتھ جو آدمی تھا۔ وہ صدمہ کی وجہ سے بیہوش ہو گیا۔
اس ڈاک میں ہندوستان کے لئے ۰۰۰ ۴۰ ہزار خطوط ہیں ؛

—— رگبی۔ ۳۰ر نومبر۔ دریائے ٹیمز کے بالائی حصہ میں طغیانی
آ رہی ہے۔ دریا کا پانی بتدریج چڑھ گیا ہے۔ مڈلینڈ میں بہت زیادہ
خطرہ محسوس کیا جاتا ہے۔ اور ہموار میدان تہ آب ہو رہے ہیں۔ جنوب
مشرقی انگلستان میں طغیانیوں کے سبب بہت زبردست تغیر رونما ہو گیا
ہے۔ لنڈن کو دوسرے مقامات کی نسبت کم نقصان پہنچا ہے ؛

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)